# نماز میں خشوع کیسے حاصل کریں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا ہی مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے

# فہرست مضامین

حرفِ تمنا

## دل کی گہرائی سے......

عام طور پر نماز کی دو قسمیں کی جاتی ہیں۔ (۱) عادی مسلمانوں کی نماز۔ (۲) ولیوں اور اللہ کریم کے برگزیدہ بندوں والی نماز۔ عادی نماز تو ہم سب روزانہ پڑھتے ہیں۔ ہماری عادت بن چکی ہے کہ دن میں پانچ مرتبہ نماز پڑھیں۔ اب جب تک ہم روزانہ یہ عادت پوری نہیں کر لیتے ہمیں کچھ ادھورا ادھورا سا لگتا ہے، بے چینی و بے قراری محسوس ہوتی ہے کہ جیسے کوئی عادت اور کام پورا کرنے سے رہ گیا ہو۔ یعنی ہماری روزمرہ کی ایسی عادت بن چکی ہے کہ جسے پورا کرنا ضروری ہوتا ہے اگرچہ عام طور پر اس میں روح نہیں ہوتی۔ ولیوں والی نماز ایسی ہوتی ہے کہ وہ جب نماز پڑھتے ہیں تو ادا کیے جانے والے عربی الفاظ کے معانی و مفاہیم پر غور کر رہے ہوتے ہیں...... اور پھر ان الفاظ کے مطالب و مفاہیم کے مطابق ان پر کیفیات بھی طاری ہوتی ہیں۔ وہ اپنے رب کریم سے ڈائریکٹ مخاطب ہو کر راز و نیاز پر مبنی بات چیت کر رہے ہوتے ہیں۔ کبھی روتے بلبلاتے اور آنسو بہاتے ہیں اور کبھی خشیت و رضائے الٰہی و انعامات الٰہی کے بیان پر خوشی و سرور سے جھومتے ہوئے مسرت و انبساط سے لبریز جذبات سے اپنے مالک پر فدا ہوتے جاتے ہیں۔ اپنے مالک و خالق کی محبت میں بے خود ہو جانے والی ان کیفیات کو ''خشوع'' کہتے ہیں۔ اس موضوع پر بہت سی کتب لکھی گئیں لیکن عرب کے سکالر فضیلۃ الشیخ صالح المنجد حفظہ اللہ کی کتاب کو جو مقبولیت و شہرت ملی وہ کسی اور کے نصیب میں نہ ہو سکی۔ مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے ہوئے۔ اردو ترجموں میں جناب فضیلۃ الشیخ استاذ الاساتذہ جناب عمر فاروق سعیدی حفظہ اللہ کے اردو قالب کو سب سے زیادہ دلنشیں و سلیس عام فہم اور بہت سی دیگر خوبیوں سے مزین ترجمہ قرار دیا جا سکتا ہے، کہ جو اب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ امید ہے آپ پڑھیں گے اور اپنی نمازوں میں محبت کی چاشنی بھر کر اللہ مالک الملک کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کریں گے، جو دو جہاں کی دولتوں میں سے سب سے بڑی دولت ہے اور ہر مومن کی اول و آخر خواہش ہوتی ہے کہ یہ دولت پا کر وہ دنیا کا امیر ترین خوش نصیب ترین انسان بن جائے۔ اب آپ نماز میں خشوع و خضوع کے راز جاننے کے لیے اس کتاب کا مطالعہ شروع کریں۔ اللہ حافظ

خادمِ کتاب و سنت

محمد طاہر نقاش

۲۰ اکتوبر ۲۰۱۴ء لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿وَ تَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا ؕ۝۸﴾ (المزمل : 8/73)

(اور سب سے کٹ کر اسی کا ہو جا)

نماز اسلامی عبادات میں ایک ایسی عظیم الشان اور اہم ترین عبادت ہے کہ جس قدر تفصیلات و توضیحات اس کی بیان ہوئی ہیں کسی اور کی نہیں ہوئیں۔ لیکن اس کے باوجود اہلِ اسلام میں اسی نماز کے مسائل میں بہت سا اختلاف بھی ہے۔ تو چاہیے کہ ایک مخلص بندہ حسبِ وسعت اس کے مسائل کی حقیقت پہچانے اور اپنی عبادت کو بارگاہِ ربانی میں مقبول بنانے کی فکر کرے۔ ان مسائل میں سے ایک مسئلہ جو یقیناً کسی بھی مکتبِ فکر بلکہ کسی بھی مسلمان کے لیے اختلافی نہیں، نماز سوچ سمجھ کر پڑھنا ہے۔

ضروری ہے کہ بندہ اپنے رب کی بندگی اور نماز میں حضوریٔ قلب کی لذت سے آشنا اور سرشار ہو اور اپنے دل و دماغ میں آنے والے لایعنی خیالات و وساوس سے حتی الامکان مجاہدہ کرے۔ اگر نماز کے دوران میں انسان اپنے دنیاوی حساب کتاب، لین دین، جمع تفریق یا اس طرح کے دوسرے مسائل میں الجھا رہے تو نماز میں اس قدر کمی آجاتی ہے اور اتنی کمی آجاتی ہے کہ دنیا جہان کے کل خزانے بھی اس کمی کو پورا نہیں کر سکیں گے۔ اس حضوریٔ قلب کو قرآن کریم میں "قنوت" إخبات اور "خشوع و خضوع" کے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ پڑھنے پڑھانے کا ایک اہم ترین سبق ہے، جو ہمیں اپنے اساتذہ سے لینا چاہیے۔ پیشِ نظر تحریر عالمِ عرب کے ایک عظیم مخلص داعی علامہ محمد صالح المنجد حفظہ اللہ کے ایک مقالہ کا رواں دواں ترجمہ ہے۔ "۳۳ سببا للخشوع فی الصلاۃ" جو میرے جیسے بزعمِ خویش پڑھے لکھے لوگوں کے لیے قابلِ توجہ ہے، تو عوام الناس اور پردہ نشین بناتُ الاسلام اور خواتین کی بھی انتہائی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ ہم اپنی نمازیں سنت کے مطابق خشوع و خضوع اور تبتل سے ادا کر سکیں۔ (امین)

ابو عمار عمر فاروق السعیدی

جامعہ مرآۃ القرآن و الحدیث

و معہد الرحمہ

۱۸ ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ

منڈی وار برٹن

# ابتدائیہ

تمام تر تعریفات اس اللہ کے لیے جو تمام جہانوں کا پالنہار ہے۔ جس نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ:

﴿وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ﴾ (البقرۃ : 238/2)

''اللہ کے حضور انتہائی پر سکون ہو کر کھڑے ہوا کرو۔''

اور نماز کے بارے میں فرمایا ہے کہ:

﴿وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ﴾ (البقرۃ : 45/2)

''نماز لوگوں کے لیے بہت بھاری عمل ہے مگر خاشعین (ڈر رکھنے والوں) کے لیے (بہت آسان ہوتا ہے)۔''

اور بے حد و حساب درود و سلام ہوں امام المتقین سیدنا محمد ﷺ پر جو اللہ کی عبادت کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر خاشع (ڈرنے والے) اور ان کے سردار ہیں اور بے شمار رحمتیں ہوں آپ ﷺ کی آل و اولاد اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر۔

حمد و ثنا اور درود و سلام کے بعد:

دین کے عملی ارکان میں نماز سب سے بڑھ کر اعلیٰ اور ارفع ترین عبادت ہے۔ اس میں سکون، خشوع، حضوریٔ قلب اور استحضار ایک عظیم ترین شرعی مطلوب و مقصود ہے۔ اور شیطان جو انسان کا ازلی دشمن ہے، ازل سے عہد کر چکا ہے کہ جیسے بھی بن پڑا وہ بنی آدم کو گمراہ کرنے اور فتنوں میں ڈالنے سے باز نہیں رہے گا۔ اس نے کہا تھا:

﴿ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ﴾ (الاعراف : 17/7)

''میں یقیناً ان لوگوں کے آگے کی طرف سے آؤں گا، اور ان کے پیچھے کی طرف سے اور ان کی داہنی اطراف سے اور ان کی بائیں جوانب سے بھی۔''

تو اس کا سب سے بڑا حملہ یہی رہا ہے کہ وہ پینترے بدل بدل کر انہیں نماز سے روکتا ہے۔ پھر اس دوران میں طرح طرح سے وسوسہ اندازی اس کا سب سے بڑا مکر و دجل رہا ہے۔ تا کہ وہ اللہ کے بندوں کو اس عظیم ترین عبادت کی حقیقی لذت اور اس کی چاشنی سے محروم کر دے اور ان کا اجر و ثواب ضائع ہو جائے۔ اور عجیب اتفاق ہے کہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد شیطان کے اس پھندے میں بری طرح پھنسی ہوئی ہے۔

## ''خشوع'':

ایک ایسا منفرد علم اور ایسی عظیم عبادت ہے جسے سب سے پہلے اٹھا لیا جائے گا اور شاید ہم لوگوں کا زمانہ بھی آخری زمانہ ہے اور شومئی قسمت سے ہم میں سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول درست ثابت ہو رہا ہے:

((أَوَّلُ مَا تَفْقِدُوْنَ مِنْ دِيْنِكُمْ اَلْخُشُوْعُ، وَآخِرُ مَا تَفْقُدُوْنَ مِنْ دِيْنِكُمْ الصَّلَاةُ، وَرُبَّ مُصَلٍّ لَا خَيْرَ فِيْهِ، وَيُوْشِكُ أَنْ تَدْخُلَ الْمَسْجِدَ فَلَا تَرَىٰ فِيْهِ خَاشِعًا)) [1]

''تم لوگ اپنے دین میں سب سے پہلے ''خشوع'' کا فقدان پاؤ گے اور سب سے آخر میں نماز بھی اٹھا لی جائے گی۔ اور کتنے ہی نمازی ایسے ہیں کہ ان میں خیر نہیں ہوتی۔ عنقریب ایسے ہوگا کہ تم کسی مسجد میں جاؤ گے مگر اس میں تمہیں کوئی خاشع (ڈرنے والا) بندہ نظر نہیں آئے گا۔''

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ ہم اپنی ذات میں اور اپنے بہت سے احباب سے یہ شکایت سنتے ہیں کہ نماز میں دنیاوی خیالات اور وسوسے بہت آتے ہیں۔ نماز میں دلجمعی نہیں ہوتی، وغیرہ۔

[1] مدارج السالکین : 521/1.

یہ اور اس طرح کے دیگر کئی سوالات سے احساس ہوا کہ اس موضوع پر قلم اٹھایا جائے، چنانچہ درج ذیل سطور میں خود میری ذات کے لیے ایک نصیحت ہے اور اِنْ شاء اللہ جملہ مسلمان قارئین کے لیے بھی۔ دعا ہے کہ اللہ رب العالمین ان الفاظ وکلمات کو کسی طرح نفع بخش بنا دے۔

اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝١ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝٢﴾

(المؤمنون: 23/ 1، 2)

"تحقیق فلاح پائی ایمان والوں نے جو اپنی نمازوں میں خشوع (اور عاجزی) کرتے ہیں۔"

## خشوع کسے کہتے ہیں؟

کتب تفسیر میں، خاشعون، کا معنی "خائفون، ساکنون" کیا گیا ہے۔ یعنی اللہ سے ڈرنے والے اور سکون اختیار کرنے والے۔ لفظ "خشوع" لغوی طور پر اپنے اندر سکون، اطمینان، ٹھہراؤ، وقار اور تواضع کا مفہوم رکھتا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ان سب کیفیات پر آمادہ کرنے والی صرف ایک ہی چیز ہے اور وہ ہے اللہ کی ہیبت وجلال اور اس کا خوف! اور یہ تصور کہ وہ اپنے بندے کو دیکھ رہا ہے۔ [1] مدارج السالکین (521/1) (ابن القیم رحمہ اللہ) میں ہے:

((اَلْخُشُوْعُ هُوَ قِيَامُ الْقَلْبِ بَيْنَ يَدَيِ الرَّبِّ بِالْخُضُوعِ وَالذُّلِّ))

"خشوع یہ ہے کہ دل اپنے رب کے سامنے انتہائی جھکاؤ، پستی اور ذلت کا اظہار کرے۔"

امام مجاہد رحمہ اللہ ﴿وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ۝٢٣٨﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "بندے کا اللہ کے خوف سے اس طرح سے پرسکون ہو کر کھڑا ہونا کہ دل میں ہیبت، ڈر اور خوف ہو، نظریں

---

[1] تفسیر ابن کثیر: 465/4 بحتقیق المهدی.

نیچی ہوں اور پہلو بھی دبے ہوئے (نرم پڑ چکے) ہوں۔"❶ ان سب ملی جلی کیفیات کو "قنوت" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

## خشوع کا مقام اور اس کے اثرات:

خشوع کا اصل مقام ومحل دل ہے اور پھر اس کے اثرات اعضاء پر نمایاں ہوتے ہیں۔ جسم کے تمام اعضاء دل ہی کے تابع ہوتے ہیں۔ اگر غفلت، وساوس اور انتشارِ خیالی سے دل کا خشوع بگڑ جائے تو دیگر اعضاء وجوارح کی عبادت وعبودیت بھی بگڑ جاتی ہے۔

جسم کی سلطنت میں دل کی مثال بادشاہ کی سی ہے اور اعضاء اس کے لشکری اور فوجی ہیں۔ تمام اعضاء وجوارح دل ہی کے تابع ہوتے ہیں، اسی کے کہنے کے مطابق حرکت میں آتے ہیں۔ اگر دل کی حکومت نہ رہے اور وہ معطل ہو جائے تو اس کی رعیت (اعضائے جسم) بھی کسی طرح متحرک، مرتب ومنظم نہیں رہ سکتے۔

لیکن اگر کوئی بناوٹ وتکلف سے خشوع وخشیت کا اظہار کرتا ہے تو یہ ایک انتہائی ناپسندیدہ عمل ہے۔ کیونکہ اخلاص کی اہم ترین صفت یہی ہے کہ اسے ہمیشہ چھپایا ہی جاتا ہے۔

## خشوع کو چھپا کر رکھنا چاہیے:

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے "اِيَّاكُمْ وَ خُشُوْعَ النِّفَاقِ" اپنے آپ کو منافقانہ خشوع سے بچاؤ۔ پوچھا گیا کہ منافقانہ خشوع کیا ہوتا ہے؟ فرمایا: یہ کہ تم جسم کو تو خاشع اور متواضع بناؤ مگر دل میں یہ کیفیت نہ ہو اور وہ خاشع (ڈرنے والا) نہ ہو۔"

جناب قاضی فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کا قول ہے کہ "سلف رحمہم اللہ یہ بات انتہائی بری سمجھتے تھے کہ آدمی دلی کیفیت کے برخلاف بناوٹ وتکلف سے اپنے آپ کو خاشع اور متواضع دکھائے۔"

کسی بزرگ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے کندھے بہت ہی جھکے ہوئے اور بدن بہت ڈھیلا ڈھالا بنا رکھا تھا۔ تو انہوں نے اسے متنبہ کیا اور کہا: "ارے میاں! خشوع یہاں

---

❶ تعظيم قدر الصلاة للمروزی، 188/1۔ تحقيق د/ الفريوائی.

(دل میں ہوتا) ہے۔ اِدھر (کندھوں میں) نہیں۔''❶

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ خشوع ایمانی اور خشوع نفاق میں اس طرح سے فرق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''ایمانی خشوع (کی علامت) یہ ہے کہ دل میں اللہ کی عظمت کا وقار، اس کی ہیبت و جلال کا خوف اور حیا ہو۔ دل عاجزی و انکساری سے ٹوٹا ہوا ہو، ڈر، شرمندگی، محبت اور حیا سے بھرپور ہو۔ مالک کی ایک ایک نعمت نظروں میں ہو اور اپنی طرف سے اس کے حقوق کی پامالی کا بھی احساس ہو۔ تو اس کیفیت میں دل یقیناً خاشع اور ڈرا ہوا ہوگا، اور اعضاء و جوارح میں بھی یہ کیفیت آئے گی۔''

اور اس کے بالمقابل منافقانہ خشوع جو محض بناوٹ اور تکلف سے اعضاء پر طاری کیا جاتا ہے، اس کا دل میں ذرا برابر بھی اثر نہیں ہوتا۔ اسی لیے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے یہ منقول ہے:

((اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ خُشُوعِ النِّفَاقِ))

''اے اللہ! میں منافقانہ خشوع سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

الغرض اللہ کا خاشع بندہ وہ ہے جس کے نفس امّارہ سے خواہشات کی آگ بجھ چکی ہو۔ دل سے اس کا دھواں نکل چکا ہو۔ ان آلائشوں سے اس کا سینہ مجلّا ہو چکا ہو۔ اللہ کی عظمت کا نور اس کے چہرے میں دِکھتا ہو اور نفس کی بے لگام خواہشات اللہ کے خوف اور وقار کی وجہ سے مردہ ہوگئی ہوں۔ دل میں اللہ کی عظمت کا وقار جڑ پکڑ چکا ہو۔ اعضاء و جوارح میں سکون ہو۔ زبان و دل اس کے ذکر سے تسلی و سکون پاتے ہوں، اور رب کی طرف سے ایک طرح کی سکینت اس پر نازل ہوتی ہو، اور نفس کامل طور پر اس (اللہ) کی طرف جھکنے والا بن چکا ہو۔

اور ''الـمُـخْبِتْ'' منکسر اور متواضع آدمی کو کہتے ہیں۔ ایسی زمین جو دبی ہوئی اور پست ہو عربی میں ''خَبَـت'' کہلاتی ہے کہ اس میں دباؤ، جھکاؤ اور ڈھلان کی وجہ سے پانی جمع ہو جاتا ہے۔ اور ''قـلبِ مُخبِت'' بھی ایسے ہی ہوتا ہے کہ اس میں اللہ کا ڈر ہوتا ہے اور ساتھ

❶ مدارج السالكين.

ہی اطمینان وسکون بھی جیسے کسی ڈھلان دار زمین کی طرف پانی بہہ آتا اور اس میں قرار پکڑ لیتا ہے۔

پھر اس کی علامت یہ بنتی ہے کہ بندہ اپنے اللہ کی عظمت اور اس کے جلال کے سامنے اپنی ذلت وانکساری کی انتہا کا اظہار کرتے ہوئے سجدے میں گر پڑتا ہے۔ اس کا سر اس کے سامنے سجدے سے اٹھتا ہی نہیں جب تک کہ اس سے ملاقات نہ کر لے۔ کچھ اسی طرح کی صورت بنتی ہے خشوع ایمانی کی!

مگر بناوٹ اور تکلف سے کسل مندی اور کمزوری سی ظاہر کرتا ہے۔ (جسے منافقانہ خشوع کہا گیا ہے) یقیناً یہ ایک قسم کا تصنع ہوتا ہے، جو اعضاء جسم پر طاری ہوتا ہے اور یہ سراسر ظاہر داری ہوتی ہے۔ جبکہ باطن میں نفس بالکل جوان، توانا، خواہشات اور طرح طرح کی امیدوں اور تمناؤں سے بھرپور ہوتا ہے۔ بندہ ظاہر تو خشوع (اور تواضع) کرتا ہے مگر (نفس کی) وادی کا اژدہا اور جنگل کا شیر اس کے پہلو میں گھات لگائے اسے شکار کر لینے کے انتظار میں ہوتا ہے۔ ❶

اور نماز میں خشوع صرف ایسے آدمی ہی کو حاصل ہوسکتا ہے جو اپنے دل کو صرف اس کے لیے خالی کر دے۔ اِدھر اُدھر کی مشغولیات سے منہ پھیر کر صرف اسی میں مشغول ہو، اپنی تمام تر مصروفیات کے مقابلے میں اپنی عبادت اور بندگی کو ترجیح دے، تبھی یہ (نماز) اس کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا اطمینان وسکون بنتی ہے۔ جیسے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

((وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ)) ❷

"میری آنکھوں کی ٹھنڈک تو نماز میں ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنے خشوع اختیار کرنے والے بندے اور بندیوں کا تذکرہ اپنے منتخب و چنیدہ لوگوں میں فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ:

---

❶ كتاب الروح، صفحه: 314.

❷ مسند احمد: 199,128/2، مستدرك حاكم: 160/2، نسائي: عشره النسآء، باب حب النسآء 61/7۔ صحيح الجامع الصغير، ح: 3124.

﴿ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴾ (الاحزاب : 35/33)

”اللہ نے ان کے لیے بڑی مغفرت اور بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔“

## خشوع کے فوائد:

❀ اس سے بندے کے لیے نماز کا بھاری عمل از حد ہلکا، خفیف اور آسان (بلکہ محبوب و مرغوب) ہو جاتا ہے۔ فرمایا:

﴿ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ﴾

(البقرة : 45/2)

”صبر اور نماز کے ساتھ مدد حاصل کرو، بلاشبہ یہ (نماز) بڑا بھاری عمل ہے مگر خاشعین (ڈرنے والوں) کے لیے (نہیں)۔

❀ خشوع ایک عظیم الشان عمل ہے جو آج امت میں از حد نادر، بالخصوص ہمارے اس زمانے میں کہ آخری زمانہ ہے اور مفقود ہوا جاتا ہے۔ ناطقِ وحی ﷺ کا فرمان ہے:

((أَوَّلُ شَيْءٍ يُرْفَعُ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ اَلْخُشُوعُ حَتّٰى لَا تَرٰى فِيهَا خَاشِعًا)) ❶

”اس امت سے سب سے پہلے اٹھالی جانے والی چیز خشوع ہوگی۔ حتی کہ تم ان میں کسی کو خاشع نہیں پاؤ گے۔“

سلف رحمہم اللہ میں سے کسی بزرگ کا قول ہے کہ نماز کو ایک لونڈی کے ہدیہ سے تشبیہ دی جا سکتی ہے۔ جو کسی بادشاہ کے حضور پیش کی جائے تو آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر ہدیہ دینے والا کوئی فالج زدہ، اندھی، کانی، لولی لنگڑی یا دائم المرض اور از حد قبیح بدصورت لونڈی پیش کرے یا بے روح مردہ لونڈی دے؟ (تو اسی طرح) اس ناقص اور بے روح نماز کا کیا حال ہوگا جو بندہ اپنے رب تعالیٰ کے حضور پیش کرتا اور اس کے ذریعے سے اس کے ہاں اپنا قرب چاہتا

❶ المعجم الکبیر للطبرانی کے حوالے سے امام الہیثمی نے مجمع الزوائد 326/2، ح 2813 میں بیان کی ہے اور اسے حسن کہا ہے۔ علامہ البانی نے صحیح الترغیب میں اسے صحیح کہا ہے، ح:530.

ہے......! حالانکہ:

((وَاللّٰهُ طَيِّبٌ لا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّباً))

''اللہ عزوجل خود بے انتہا پاک و پاکیزہ ہے اور وہ ہمیشہ پاکیزہ چیز ہی قبول فرماتا ہے۔''

اور ایسی نماز جو بالکل ہی بے روح ہو، کسی طرح طیب اور پاکیزہ نہیں کہلا سکتی۔ جس طرح کسی نے کسی غلام، لونڈی کو آزاد کرنا ہو تو اگر وہ کوئی مردہ غلام آزاد کردے (تو اس کی وہ آزادی معتبر نہ ہوگی)۔ ❶

## نماز میں خشوع کا حکم:

نماز میں خشوع کے متعلق راجح حکم یہ ہے کہ یہ واجب ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۚ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخٰشِعِينَ ﴾

(البقرة : 45/2)

''صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو، بلاشبہ یہ ایک بھاری عمل ہے سوائے ان کے جو عاجزی کرنے والے ہیں۔''

اس آیت کریمہ میں ان لوگوں کی مذمت ہے جن میں عجز اور خشوع نہ ہو۔ اور مذمت ہمیشہ کسی واجب کے ترک یا کسی حرام کے ارتکاب پر ہوتی ہے۔

جب عاجزی نہ کرنے والے غیر خاشع، مذموم اور برے لوگ ٹھہرے تو اس کا نتیجہ لازماً یہی ہے کہ نماز میں خشوع اور عجز ایک لازمی اور واجبی عمل ہے۔

علاوہ ازیں اس کے واجب ہونے کی دلیل یہ آیت کریمہ بھی ہے:

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خٰشِعُونَ ۝ ... أُولٰئِكَ

❶ مدارج السالکین.

هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

(المؤمنون: 23/ 1تا 11)

''تحقیق ایمان والوں نے فلاح پائی، جو اپنی نمازوں میں عاجزی (خشوع) کرتے ہیں......... یہی لوگ وارث ہوں گے۔ جو فردوس کے وارث بنیں گے، وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔''

ان آیات میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے خبر دی ہے کہ ان صفات کے حاملین ہی جنت الفردوس کے وارث ہوں گے۔ یعنی ان کے علاوہ کسی طرح اس کے حق دار اور وارث نہ ہوسکیں گے۔

اور جب نماز کے دوران میں خشوع واجب ہوا، اور یہ اعضاء کے سکون اور دل کی عاجزی کو متضمن ہے۔ تو جو شخص ٹھونگے مار مار کر نماز پڑھے، سجدے میں قرار نہ کرے، رکوع سے سر اٹھا کر کوئی ٹھہراؤ نہ کرے اور جلدی سے سجدے میں چلا جائے، اس نے کوئی سکون نہیں کیا۔ کیونکہ ''سکون'' اطمینان اور ٹھہراؤ کا نام ہے۔ اور جس میں اطمینان اور ٹھہراؤ نہ ہو۔ اس نے سکون اختیار نہیں کیا، اور جس نے سکون نہیں کیا اس نے اپنے رکوع وسجود میں خشوع نہیں کیا۔ اور جو خشوع اختیار نہیں کرتا، وہ اپنے اللہ کا عاصی اور نافرمان ہے۔

## ایک اور دلیل:

نماز میں خشوع کے واجب ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خشوع کے تارک کو بڑی سخت وعید (دھمکی) دی ہے جیسے کہ کوئی نماز کے دوران میں آسمان کی طرف نظریں اٹھائے۔ جو ایک لایعنی حرکت ہے۔ اس کا (نماز کے دوران) آسمان کی طرف نظر اٹھانا، خشوع اور خاشع ہونے کی ضد ہے۔ [1]

رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ مبارک ہے:

[1] مجموع الفتاوی 22/553 - 558 اور بحمداللہ راقم مترجم نے اس فتویٰ کا ترجمہ کیا ہے، اور دارالابلاغ اسے شائع کر رہا ہے۔ (نماز میں خشوع وخضوع، ایک عزیز ترین متاع)۔

((خَمْسُ صَلَوَاتٍ اِفْتَرَضَهُنَّ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ أَحْسَنَ وُضُوْءَ هُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ، وَأَتَمَّ رُكُوعَهُنَّ وَخُشُوْعَهُنَّ كَانَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ أَنْ يَّغْفِرَ لَهُ، وَ مَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ اِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ)) ❶

''پانچ نمازیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے فرض فرمائی ہیں، جو کوئی ان کا وضو خوبصورت بنائے (یعنی سنت کے مطابق کرے)، انہیں ان کے وقت مقررہ پر ادا کرے۔ ان کا رکوع اور ان کا خشوع کامل بنائے تو اس کے لیے اللہ کا عہد اور ذمہ ہے کہ وہ اسے بخش دے گا۔ اور جو ایسا نہ کرے تو اس کے لیے اللہ عزوجل کے ہاں کوئی عہد و ذمہ نہیں ہے، چاہے تو اسے بخش دے اور اگر چاہے تو عذاب دے۔''

ایک اور فرمان نبوی ہے:

((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ يُقْبِلُ عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ لَا يُحَدِّثُ فِيْهِمَا نَفْسَهُ) غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ)) ❷

''جو کوئی خوبصورت (یعنی سنت کے مطابق) وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے، ان میں اپنے دل اور چہرے سے ان ہی کی طرف متوجہ رہے (اور ایک روایت میں ہے کہ ان میں اپنے جی سے کوئی باتیں نہ کرے) تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں (اور ایک روایت میں ہے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے)۔''

---

❶ سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب المحافظة علی وقت الصلوات، ح: 425.

❷ صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب الوضوء ثلاثًا ثلاثًا، ح: 158۔ صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب صفة الوضوء وکماله، ح: 226.

# خشوع کے اسباب و ذرائع

نماز میں اسبابِ خشوع کی بحث میں ہمارے سامنے دو باتیں آتی ہیں:

① اول یہ کہ ان اسباب کا اختیار کرنا جن سے خشوع حاصل ہو اور اسے تقویت ملے۔

② دوسرے ایسی چیزوں کا ازالہ اور انہیں دور کرنا جن سے خشوع ختم یا کمزور ہو جاتا ہے۔

ان امور کو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے خشوع کے ممد و معاون امور سے تعبیر کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

> ''خشوع کے حصول میں دو چیزیں معاون ہوتی ہیں۔ ایک قوت و توانائی (جو اس خشوع میں معاون ہو) دوسری مشغول کرنے والے امور کا ازالہ یا انہیں کمزور کرنا۔''

## پہلا سبب: خشوع پیدا کرنے والے اسباب و ذرائع کا طاقتور ہونا:

اس سے مراد بندے کا کوشش کرنا ہے کہ نماز کے دوران میں وہ جو بھی پڑھ رہا ہے اور جو کچھ کر رہا ہے، اسے سمجھے اور اس میں غور و فکر کرے۔ قرأت کی جانے والی آیات، پڑھی جانے والی دعائیں اور اذکار میں تدبر کرے، تفکر کرے اور اپنے ذہن میں یہ بات حاضر رکھے کہ وہ اپنے اللہ تعالیٰ سے سرگوشی اور مناجات میں ہے۔ گویا اپنی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا ہے۔ اور نمازی بندہ یقیناً اپنی نماز کے دوران اپنے رب سے مناجات ہی میں ہوتا ہے۔

### احسان:

(احادیث میں جس احسان کا ذکر آیا ہے، وہ) یہی ہے کہ:

((أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ))

''تو اللہ کی عبادت اس طرح کر کہ گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے اگر یہ کیفیت

حاصل نہ ہو سکے تو (یقین کرو کہ) وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔"

بندے کو نماز میں حلاوت جس قدر زیادہ حاصل ہوگی، اس کی طرف اس کی کشش بھی اتنی ہی زیادہ ہوگی۔ اور یہ سب ایمان کی قوت اور توانائی پر منحصر ہے اور ایمان کے لیے توانائی کے اسباب بہت زیادہ ہیں۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

((حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ۔ اَلنِّسَاءُ وَالطِّیْبُ ، وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَیْنِیْ فِی الصَّلَاةِ)) ❶

"مجھے تمہاری دنیا میں سے عورتوں ❷ اور خوشبو سے محبت ہے مگر میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہی میں ہے۔"

اور دوسری حدیث میں ہے، آپ ﷺ فرماتے ہیں:

((أَرِحْنَا بِالصَّلَاةِ یَا بِلَالُ)) ❸

"اے بلال......! ہمیں نماز کے ساتھ راحت دو۔" (اذان کہو، نماز پڑھیں)

آپ ﷺ نے کبھی نہیں فرمایا کہ ہمیں اس سے (یعنی نماز کو چھوڑ کر) راحت دو۔

---

❶ مسند احمد 128/3، 199، 285۔ سنن النسائی، کتاب عشرة النساء، باب حب النساء، ح: 3949۔ المستدرك للحاکم 160/2۔ علامہ البانی نے حدیث کو صحیح کہا ہے، صحیح الجامع: 3124.

❷ اس حدیث کا معنی و مفہوم ذہن میں رکھنا از حد ضروری ہے ورنہ کئی طرح کے شبہات آنے لگتے ہیں۔ آپ ﷺ کے فرمان کا مقصد یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے مجھے مردانگی کی کامل ترین قوت، وجاہت، اور توانائی سے بہرہ ور فرمایا ہے۔ یہ نہیں کہ کمزوری اور ناتوانی کی وجہ سے ازواج کی طرف سے کوئی بے رغبتی ہو جیسے کئی خود ساختہ بزعم خویش صالح بزرگی کے دعویدار اپنی اس توانائی کو عمداً از حد کمزور کرتے ہیں تا کہ عبادت کی طرف مشغول اور راغب رہ سکیں مگر رسول اللہ ﷺ کا معاملہ ان سب سے الگ، منفرد بلکہ الٹ تھا۔ باوجودیکہ آپ کو تیس مردوں کی توانائی دی گئی تھی، مگر آپ ﷺ کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہی تھی نہ کہ عورتیں یا ازواج۔ اور خوشبو کی چاہت بھی صحیح الطبع، سلیم المزاج شخص کو ہوتی ہے۔ ورنہ الرجی اور حساسیت کے مریض خوشبو برداشت نہیں کر سکتے اور یہ ایک بہت بڑی کمزوری، بلکہ بیماری کہی جا سکتی ہے۔

❸ سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی صلاة العتمة، ح: 4985، 4986.

## دوسرا سبب: خشوع کے لیے رکاوٹ بننے والے کاموں کو دور کرنا:

عوارض وموانع کا زائل کرنا ہے۔ یعنی انسان کوشش سے ایسے اسباب دفع دور کرے جو اس کا اصل ہدف اور مقصود نہیں ہوتے اور ایسے اسباب حاصل کرے جو نماز کے اصل مقصود کی کشش میں معاون بنیں۔

اور یہ چیزیں بندے کے لیے اس کے اپنے احوال و اعتبارات کے مطابق ہوتی ہیں چنانچہ خیالات اور وساوس کی کثرت کا بنیادی سبب شبہات اور خواہشات کی کثرت ہوتی ہے۔ اور دل ہے کہ اپنی پسندیدہ چیزوں میں اٹکا رہتا ہے، جو اسے اپنی اپنی طرف کھینچتی ہیں یا کئی طرح کی اور مکروہات اور ناپسندیدہ چیزیں ہوتی ہیں کہ دل نماز کی طرف لگتا ہی نہیں ہے۔ [1]

اس تقسیم کی بنیاد پر ہم آئندہ سطور میں کچھ ایسی بنیادی باتیں پیش کرنا چاہیں گے جو نماز میں خشوع کے حصول کے لیے مدد معاون ثابت ہو سکتی ہیں۔

---

[1] مجموع الفتاوی 22/606-607.

# ان کاموں کا اہتمام جن سے خشوع پیدا ہوتا یا طاقتور ہوتا ہے

اس کے لیے کئی چیزیں ہیں۔ مثلاً

## (۱) نماز کے لیے بروقت اہتمام سے مستعد اور تیار ہونا:

اس کے لیے بھی کئی چیزیں ہیں۔ مثلاً اذان کا جواب دینا۔ اس کے بعد مسنون دعا پڑھنا:

((اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلَاۃِ الْقَائِمَۃِ . اٰتِ مُحَمَّدَانِ الْوَسِیْلَۃَ وَ الْفَضِیْلَۃَ . وَابْعَثْہُ مَقَاماً مَحْمُوْدَانِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ)) ❶

''اے اللہ! اس کامل دعوت کے رب اور قائم ہونے والی نماز کے رب! محمد (ﷺ) کو مقامِ وسیلہ اور درجۂ فضیلت عطا فرما اور انہیں اس مقامِ محمود پر کھڑا فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔''

اذان اور اقامت کے درمیانی وقت میں دعا کرنا۔ وضو سنت کے مطابق بنانا اور اس سے پہلے ''بسم اللّٰہ'' پڑھنا اور اس کے بعد مسنون دعا اور ذکر کرنا:

((أَشْھَدُ أَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَأَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ)) ❷

''میں گواہی دیتا ہوں کہ ایک اکیلے اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، اس کا کوئی شریک اور ساجھی نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس

---

❶ صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب الدعاء عند النداء، ح: 589.

❷ صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب الذکر المستحب عقب الوضوء، ح: 234.

کے بندے اور رسول ہیں۔“

((اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ)) ❶

”اے اللہ! مجھے بہت زیادہ توبہ کرنے والوں میں سے اور خوب پاکیزگی اختیار کرنے والوں میں سے کردے۔“

## مسواک کا اہتمام:

اور منہ کو صاف کرنا کیونکہ تھوڑی دیر بعد اس سے قرآن پڑھا جائے گا۔ حدیث مبارک میں آیا ہے:

((طَھِّرُوْا اَفْوَاھَکُمْ لِلْقُرْآنِ)) ❷

”قرآن کے لیے اپنے مونہوں کو پاکیزہ رکھو۔“

## عمدہ لباس پہننا:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ﴾ (الاعراف : 31/7)

”اے اولادِ آدم......! ہر عبادت کے وقت اپنی زینت اختیار کیا کرو۔“

اور اللہ تعالیٰ اس بات کا سب سے زیادہ حق دار ہے کہ بندہ اس کے لیے زینت اپنائے، خوبصورت لباس سے انسان کو نفسیاتی طور پر بھی بڑی راحت حاصل ہوتی ہے۔ بخلاف سونے کے لباس یا کام کاج کے لباس کے۔

لباس بخوبی ساتر (چھپانے والا) ہونا چاہیے اور ساتھ ہی جگہ کی پاکیزگی کا اہتمام بھی ہو۔ مسجد کی طرف اول وقت میں جایا جائے۔

---

❶ سنن الترمذی، ابواب الطھارۃ، باب ما یقال بعد الوضوء، ح : 55.

❷ البزار، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے طریق سے اس حدیث کی اس سے بڑھ کر اور کوئی عمدہ سند نہیں ہے۔ کشف الاستار 242/1، علامہ ہیثمی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کے رجال ثقہ ہیں (99/2)۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے کہا: اسنادہ جیّد، الصحیحہ (1213).

مسجد جاتے ہوئے بھی سکینت و وقار کا التزام ہو، انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر نہ چلے اور وہاں پہنچ کر نماز کا انتظار کرے۔

صفوں کو برابر رکھے، اپنے ساتھی کے ساتھ مل کر کھڑا ہو، کیونکہ شیاطین صفوں کے اندر خلا میں گھس آتے ہیں۔

## (۲) نماز، اطمینان اور سکون سے ادا کرنا

رسول اللہ ﷺ اپنی نماز بڑے اطمینان وسکون سے ادا فرمایا کرتے تھے اور ہر رکن کے بعد اتنی دیر رکتے تھے کہ ہر ہڈی اپنے اپنے مقام پر آ جاتی تھی۔ ❶

اور آپ ﷺ نے اس بات کی "مسیء الصلاۃ" (وہ نمازی جو اپنی نماز میں خطا کر رہا تھا) کو بالخصوص تلقین فرمائی تھی کہ:

((لَا تَتِمُّ صَلَاةُ أَحَدِكُمْ حَتَّى يَفْعَلَ ذٰلِكَ)) ❷

"تم میں سے کسی کی نماز اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتی جب تک یہ اعمال (وقار وسکون) نہ کرے گا۔"

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا:

((أَسْوَأُ النَّاسِ سَرِقَةً الَّذِي يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهِ قَالَ يَارَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ يَسْرِقُ صَلَاتَهُ؟ قَالَ لَا يُتِمُّ رُكُوعَهَا وَلَا سُجُودَهَا)) ❸

"لوگوں میں چوری کے اعتبار سے سب سے برا چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرے۔ پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! نماز میں وہ کیسے چوری کرتا ہے؟ فرمایا: "نماز کے رکوع وسجود مکمل نہیں کرتا۔"

سیدنا ابوعبداللہ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

---

❶ صحیح الاسناد، صفة الصلاة (الالبانی رحمہ اللہ) صفحہ 134۔ وكذا ابن خزيمه.

❷ سنن ابی داؤد، باب صلاة من لا یقیم صلبه فی الرکوع والسجود، ح: 858.

❸ احمد، حاکم 229/1، صحیح الجامع 997.

((مَثَلُ الَّذِیْ لَا یُتِمُّ رُکُوْعَهٗ، وَیَنْقُرُ فِیْ سُجُوْدِهٖ مَثَلُ الْجَائِعِ یَأْکُلُ التَّمْرَةَ وَالتَّمْرَتَیْنِ لَا یُغْنِیَانِ عَنْهُ شَیْئًا)) ❶

''جو شخص اپنی نماز میں رکوع مکمل نہیں کرتا اور سجدوں میں ٹھونگے مارتا ہے، اس کی مثال اس بھوکے کی سی ہے جو ایک دو کھجوریں کھائے، جو اسے کوئی فائدہ نہیں دیتیں (یعنی اس کی بھوک دور نہیں ہوتی)۔''

اور جو شخص اپنی نماز میں اطمینان وسکون بجا نہیں لاتا، بلکہ اسے جلدی جلدی اپنے سر سے اتار پھینکنے کی کرتا ہے، ناممکن ہے کہ وہ نماز میں خاشع ہو۔ کیونکہ جلد بازی خشوع کو ختم کر دیتی ہے اور کوّے کی طرح ٹھونگے مارنے سے ثواب بالکل ضائع ہو جاتا ہے۔

## (۳) نماز میں موت کو یاد کرنا:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((اُذْکُرِ الْمَوْتَ فِیْ صَلَاتِكَ فَإِنَّ الرَّجُلَ إِذَا ذَکَرَ الْمَوْتَ فِیْ صَلَاتِهٖ لَحَرِیٌّ أَنْ یُّحْسِنَ صَلَاتَهٗ، وَصَلِّ صَلَاةَ رَجُلٍ لَا یَظُنُّ أَنَّهٗ یُصَلِّیْ غَیْرَهَا)) ❷

''اپنی نماز میں موت کو یاد کرو، آدمی جب اپنی نماز میں موت کو یاد کرے گا تو وہ لازماً اپنی نماز خوبصورت بنائے گا، اور تو نماز ایسے آدمی کی سی پڑھ جسے اس کے بعد نماز پڑھنے کا یقین نہ ہو۔''

اور اسی کے ہم معنی وہ وصیت بھی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ کو فرمائی تھی کہ:

---

❶ طبرانی کبیر: 115/4 صحیح الجامع میں امام البانی نے اسے حسن کہا گیا ہے۔

❷ السلسله الصحیحة للألبانی حدیث: 1421، علامہ سیوطی نے بھی حافظ ابن حجر رحمہ اللہ سے اس کی تحسین نقل کی ہے۔

((إِذَا قُمْتَ فِي صَلَاتِكَ فَصَلِّ صَلَاةَ مُوَدِّعٍ)) ❶

”تم جب نماز کے لیے کھڑے ہوا کرو تو ایسی نماز پڑھا کرو گویا یہ تمہاری الوداعی نماز ہے۔“

ہر بندے نے بالآخر مرنا ہے اور اس نمازی نے بھی مرنا ہے، تو ہو سکتا ہے کہ یہ اس کی آخری نماز ہو، تو چاہیے کہ دل لگا کر انہماک اور خشوع سے نماز پڑھے، ممکن ہے یہ اس کی آخری نماز ہو۔

## (۴) نماز میں آیات اور اذکار میں تدبر اور غور کرنا، ان کا جواب دینا:

قرآن کریم تدبر و تفکر اور عمل ہی کے لیے نازل ہوا ہے:

﴿كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝۲۹﴾

(ص: 29/38)

”یہ عظیم کتاب ہے، جسے ہم نے آپ کی طرف نازل کیا ہے، بڑی بابرکت ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور و فکر کریں اور عقل مند نصیحت پائیں۔“

یہ تدبر اور غور و فکر علم کے بغیر کیسے حاصل ہو سکتا ہے؟ یہ حقائق ”علم“ ہی سے ممکن ہے اور اسی صورت میں ہی آنکھوں سے کوئی آنسو ٹپک سکتے ہیں یا دل پسیج سکتا ہے۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ۝۷۳﴾

(الفرقان: 73/25)

”(رحمٰن کے بندے تو وہ ہیں کہ) جب انہیں ان کے رب کی آیات کے ذریعے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ ان پر بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گر پڑتے ہیں۔“

یہاں ہمیں علمِ تفسیر قرآن کی اہمیت کا بھی اندازہ کرنا چاہیے۔ دیکھیے امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ کس قدر حیرت و تعجب کا اظہار کرتے ہیں، کہتے ہیں:

❶ مسند احمد، 412/5، صحيح الجامع، حديث 742.

((اِنِّیْ لَأَعْجَبُ مِمَّنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَلَمْ یَعْلَمْ تَأْوِیْلَهٗ (ای تَفْسِیْرَهٗ) کَیْفَ یَلْتَذُّ لِقِرَاءَ تِهٖ)) ❶

''مجھے تو قرآن کے اس قاری اور پڑھنے والے سے انتہائی تعجب آتا ہے، جو اس کے معانی سے آگاہ نہیں ہوتا۔''

وہ اپنی قراءت سے کیونکر لذت آشنا ہوسکتا ہے۔

تدبر قرآن اور تدبر آیات کے لیے سب سے بڑھ کر معاون ایک تدبیر یہ بھی ہوسکتی ہے کہ مناسب اور اہم آیات کو بار بار دہرا کر پڑھا جائے اور ان کے معانی میں بار بار توجہ کی جائے۔ اور یہ چیز ہمیں رسول اللہ ﷺ کے مبارک عمل سے ملتی ہے کہ ایک رات آپ ﷺ نے قیام فرمایا تو آپ ﷺ نے سارا قیام درج ذیل آیت کو دہرا دہرا کر مکمل کیا حتیٰ کہ صبح ہو گئی، وہ آیت یہ تھی: ❷

﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴾

(المائدة: 118/5)

''(اے اللہ!) اگر تو انھیں عذاب دے تو یہ تیرے ہی بندے ہیں، اور اگر بخش دے تو بلاشبہ تو سب سے غالب، بے انتہا حکمت والا ہے۔''

اور ایسے ہی تدبر آیات کے لیے چاہیے کہ آدمی حسب مضمون آیات کا جواب بھی

---

❶ مقدمہ تفسیر الطبری (محمود شاکر رحمہ اللہ 10/1) اسی لیے قاری قرآن (اور عام مسلمان) کے لیے انتہائی ضروری ہے کہ اپنی تلاوت کے ساتھ ساتھ تفسیر بھی دیکھے خواہ مختصر ہی ہو مثلاً کتاب ''زبدة التفسیر'' (أشقر) جو تفسیر شوکانی کا اختصار ہے یا تفسیر سعدی جو ''تیسر الکریم الرحمن فی تفسیر کلام المنان'' کے نام سے موسوم ہے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو مشکل الفاظ کے معانی سے متعلق کوئی کتاب دیکھنی چاہیے مثلاً: ''المعجم الجامع لغریب مفردات القرآن'' (عبدالعزیز السیردان) وغیرہ۔ راقم مترجم کہتا ہے کہ بحمد اللہ تعالیٰ اردو زبان میں اس مقصد کے لیے کئی ایک مختصر تراجم مطبوع اور عام لوگوں کی دسترس میں ہیں مثلاً اشرف الحواشی مولانا عبدہ الفلاح یا تفسیر احسن البیان یا تیسیر القرآن وغیرہ۔

❷ ابن خزیمه 671/1، احمد 149/5 صفة الصلاة، صفحه 102.

دے۔ مناسب موقع پر وہ مانگے، سوال کرے، استغفار کرے، جنت مانگے یا جہنم اور جہنمیوں کے انجام سے پناہ مانگے۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم الفاظ کو لمبا کر کے پڑھ رہے تھے۔ جب تسبیح والی آیت سے گزر ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تسبیح کرتے اور جب سوال کے قابل آیت سے گزر ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوال کرتے اور جب تعوذ کے قابل آیت سے گزر ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے پناہ کی درخواست کرتے۔ ❶

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ ایک رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر قیام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت بہت ٹھہر ٹھہر کر تھی۔ اس میں جہاں اللہ کی تسبیح کا بیان آتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تسبیح کرتے، جہاں سوال کا مضمون آتا سوال کرتے، اور جہاں کہیں اللہ سے پناہ کی بات ہوتی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تعوذ فرماتے۔ ❷ اور یہ رات کے قیام میں ہوتا تھا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے جناب قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں آتا ہے کہ ایک رات آپ صرف ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ کا ہی تکرار کرتے رہے، اس کے علاوہ کچھ نہ پڑھا۔ ❸

جناب سعید بن عبید الطائی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے مشہور تابعی سعید بن جبیر رحمہ اللہ کو سنا کہ وہ رمضان میں امامت کرا رہے تھے اور درج ذیل آیت کریمہ کو بار بار دہرا رہے تھے:

﴿اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَ بِمَاۤ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ اِذِ

❶ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب استحباب تطویل القراءة فی صلاة اللیل، ح: 772.

❷ صحیح مسلم حدیث 772، نیز تعظیم قدر الصلاة مروزی 327/1.

❸ مسند احمد 43/3۔ صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فضل قل هو الله احد، ح: 4726.

راقم مترجم کہتا ہے کہ یہ ایمان و معرفت کے سمندر میں ڈوب جانے والوں کی باتیں ہیں کہ انہیں اسی میں غوطے لگانے میں لطف و کیف حاصل ہوتا ہے۔ ہم جیسے ہوا و ہوس میں لتھڑے لوگوں کے ایسے نصیب کہاں! اے اللہ.....! ہمیں قرآن کی معرفت اور اس کی لذت سے آشنا کر دے (آمین)۔

الْاَغْلٰلُ فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ وَ السَّلٰسِلُ ؕ یُسْحَبُوْنَ ۙ فِی الْحَمِیْمِ ۬ۙ ثُمَّ فِی النَّارِ یُسْجَرُوْنَ ۚ﴾ (المؤمن : 40 / 70 تا 72)

"کتاب اللہ اور رسولوں کو جھٹلانے والے عنقریب جان لیں گے، جب طوق ان کی گردنوں میں اور (پاؤں میں) بیڑیاں پڑیں گی (اور) گھسیٹے جائیں گے، (یعنی) کھولتے پانی میں۔ پھر آگ میں جھونک دیئے جائیں گے۔"

امام قاسم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں نے جناب سعید بن جبیر رحمہ اللہ کو نیام کرتے ہوئے دیکھا، وہ بار بار یہی پڑھتے جا رہے تھے اور اسے بیس بار سے زیادہ دہرایا:

﴿وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَی اللّٰهِ ۗ ثُمَّ تُوَفّٰی كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ﴾

(البقرۃ : 281/2)

"ڈر جاؤ اس دن سے جس میں تم لوگ اللہ کی طرف لوٹائے جانے والے ہو۔ پھر ہر جان کو جو اس نے کمایا ہوگا، پورا پورا بدلہ دے دیا جائے گا۔"

قبیلۂ قیس کے ابوعبداللہ کا بیان ہے کہ ہمیں ایک رات جناب حسن بصری رحمہ اللہ کے ہاں قیام کرنے کا موقع ملا۔ ہم نے انہیں دیکھا کہ وہ رات کو اٹھے اور نماز پڑھنے لگے، ہم نے دیکھا کہ وہ سحر تک اس ایک ہی آیت کریمہ کا تکرار کرتے رہے، یعنی:

﴿وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ﴾ (ابراهيم : 34/14)

"اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو (کسی صورت) انہیں شمار نہ کر سکو گے۔"

صبح کو ہم نے عرض کیا کہ ابوسعید! آپ ساری رات یہی ایک آیت ہی دہراتے رہے، اس سے آگے بڑھے ہی نہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: "مجھے اس میں بڑی عبرت و نصیحت حاصل ہوتی ہے، میں جب بھی نظر اٹھاتا ہوں یا واپس لاتا ہوں تو اپنے اوپر کسی نہ کسی نعمت کو پاتا ہوں اور جن کی مجھے خبر ہی نہیں ان کا تو شمار ہی کیا۔ ❶

جناب ہارون بن رباب اُسیدی رحمہ اللہ کے تذکرہ میں آتا ہے کہ بسا اوقات وہ تہجد کے

---

❶ التذکار فی افضل الاذکار، قرطبی 125.

قیام میں صبح تک یہ آیت ہی پڑھتے رہتے اور روتے رہتے تھے:

﴿فَقَالُوا يَلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِآيَاتِ رَبِّنَا وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝﴾

(الانعام : 27/6)

"(کافر جہنم میں پڑے کہیں گے کہ) اے کاش! ہم پھر دنیا میں لوٹا دیئے جائیں، تو اپنے پروردگار کی آیتوں کی تکذیب نہ کریں گے اور مومن بن کر رہیں گے۔"

نماز میں خشوع کے لیے معاون ایک عمل یہ بھی ہے کہ قرآن کریم حفظ کیا جائے اور نماز کے ارکان میں مختلف اذکار موقعہ بموقعہ بدل بدل کر پڑھے جائیں۔ تاکہ ہر ایک میں تدبر و تفکر کا موقعہ ملے۔ یہ تدبر و تفکر اور حسب موقع آیات کا جواب دینا، انسان کے خشوع کو بہت زیادہ بڑھا دیتا ہے اور اللہ عزوجل کا فرمان بھی ہے:

﴿وَيَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا ۝﴾

(بنی اسرائیل : 109/17)

"اور وہ ٹھوڑیوں کے بل گر پڑتے ہیں، (اور) روتے جاتے ہیں اور اس سے ان کو اور زیادہ عاجزی پیدا ہوتی ہے۔"

## رسول اللہ ﷺ کا ایک واقعہ:

اس میں رسول اللہ ﷺ کے تدبر فی القرآن اور نماز میں خشوع کا بیان ہے۔ جناب عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں اور عبید بن عمیر ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو عبید بن عمیر نے ان سے کہا: اماں جان! رسول اللہ ﷺ کا کوئی عجیب واقعہ سنائیں جو آپ رضی اللہ عنہا نے دیکھا سنا ہو......؟ تو اس پر وہ آبدیدہ ہوگئیں اور کہنے لگیں کہ آپ ﷺ ایک رات بستر سے اٹھ کھڑے ہوئے اور مجھ سے کہا: عائشہ! مجھے چھوڑ دو، میں اپنے رب کی عبادت کروں۔ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! اگرچہ مجھے آپ کی قربت چاہتی ہوں تاہم مجھے آپ کی خوشی زیادہ پسند ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ اٹھے وضو کیا، اور نماز پڑھنے لگے، پھر رونے لگے اور روتے رہے حتیٰ کہ آپ کا

دامن تر ہو گیا، پھر مزید روئے اور روتے رہے حتیٰ کہ نیچے کی زمین بھی تر ہو گئی۔ پھر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ آئے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز فجر کی اطلاع دینے آئے تھے۔ تو جب انہوں نے آپ کو روتے دیکھا تو عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ روتے کیوں ہیں؟ حالانکہ اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب تقصیرات معاف فرمادی ہوئی ہیں......!'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَفَلا أَكُوْنُ عَبْداً شُكُوراً))

''تو کیا میں اس کا شکر گزار بندہ نہ بن جاؤں!''

پھر فرمایا آج رات مجھ پر کچھ آیات نازل ہوئی ہیں، افسوس ہے اس شخص کے لیے جو انہیں پڑھے مگر ان میں تفکر نہ کرے:

﴿اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ﴾ (آل عمران : 190/3)

''بلاشبہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں عقل والوں کے لیے بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔'' ❶

## آیات کا جواب دینا:

ان میں سے ایک فاتحہ کے بعد ''آمین'' کہنا ہے اور اس میں بڑا اجر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

((اِذَا أَمَّنَ الْاِمَامُ فَأَمِّنُوْا، فَاِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِيْنُهُ تَأْمِيْنَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَلَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) ❷

''جب امام آمین کہنے لگے تو تم بھی آمین کہو۔ بلاشبہ جس کی آمین فرشتوں کی

---

❶ ابن حبان۔ السلسلہ الصحیحہ حدیث: 68. اور اس کی سند عمدہ (جید) ہے۔ یہ سورۃ آل عمران کی آخری آیات ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کے لیے بیدار ہوتے تو ان کی تلاوت کیا کرتے۔

❷ صحیح البخاری، کتاب صفة الصلاة، باب جهر الامام بالتامين، ح: 747۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب التسميع والتحميد والتامين، ح: 410.

آمین کے موافق آ گئی تو اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔"

اسی طرح رکوع سے اٹھتے ہوئے جب امام "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" کہتا ہے تو مقتدی کو چاہیے کہ کہے:

((رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ))

"اے ہمارے رب! اور تیری ہی تعریف ہے۔"

اس میں بھی اجرِ عظیم کی خوشخبری ہے۔ جناب رِفاعہ بن رافع زُرَقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع سے سر اٹھایا اور "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سے ایک آدمی نے کہا:

((رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، حَمْداً كَثِيراً طَيِّباً مُّبَارَكاً فِيهِ))

"اے ہمارے رب! تیرے ہی لیے تعریف ہے، تعریف بہت زیادہ، بہت پاکیزہ کہ اس میں برکت دی گئی ہو۔"

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے سلام پھیرا تو پوچھا، یہ بولنے والا کون تھا؟ اس آدمی نے کہا، جناب میں ہوں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((رَأَيْتُ بِضْعَةً وَّثَلَاثِيْنَ مَلَكًا يَبْتَدِرُوْنَهَا أَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا أَوَّلُ)) [1]

"میں نے تیس سے زیادہ فرشتوں کو دیکھا ہے جو ان کلمات کی طرف جلدی سے بڑھتے ہیں کہ کون ان میں سے انہیں پہلے لکھ لے۔"

## (۵) ایک ایک آیت کر کے قراءت کرنا:

اگر قراءت ایک ایک آیت کر کے ٹھہر ٹھہر کر کی جائے تو اس سے فہم و تدبر میں بڑی مدد ملتی ہے اور یہی اسلوب قراءت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے تو وقف فرماتے پھر پڑھتے: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ پھر وقف کرتے اور کہتے: ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ پھر توقف

---

[1] صحيح البخاري، كتاب صفة الصلاة، باب فضل اللّٰهم ربنا ولك الحمد، ح: 766.

کرتے اور کہتے: ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ الغرض آپ ﷺ ہر ہر آیت میں توقف کر کے پڑھتے تھے۔ ❶

اور ہر آیت کے سرے پر رکنا سنت ہے خواہ معنی کے لحاظ سے اس کا تعلق اپنے مابعد سے بھی ہو۔

## (۶) ترتیل اور خوبصورت آواز سے قراءت کرنا:

اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

﴿وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝﴾ (المزمل : 4/73)

”اور آپ قرآن ٹھہر ٹھہر کر (ترتیل سے) پڑھا کریں۔“

آپ ﷺ کی قراءت بڑی واضح اور جدا جدا حرف ہوا کرتی تھی۔ ❷

اس کا نتیجہ یہ نکلتا کہ آپ ﷺ ایک (درمیانی سی) سورت بھی تلاوت کرتے تھے تو ترتیل کی وجہ سے وہ ایک لمبی سورت کی مانند ہو جاتی تھی۔ ❸

یہ ترتیل یعنی ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا انسان کے لیے قرآن کریم میں تدبر اور تفکر کرنے کے لیے از حد ممد و معاون ہوتا ہے اور نماز میں خشوع کا باعث بھی۔ بخلاف اس کے کہ جلدی جلدی پڑھا جائے۔

خوبصورت آواز میں تلاوت سے خشوع میں بہت مدد ملتی ہے۔ آپ ﷺ اس کی تلقین و تاکید بھی فرمایا کرتے تھے:

((زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ فَإِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ يَزِيْدُ الْقُرْآنَ

---

❶ سنن النسائی، ابواب القراءات، ح : 3107۔ سنن ابی داؤد، کتاب القراءات، ح : 4001۔ حدیث صحیح ہے۔

❷ مسند احمد 294/6۔ سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، ح : 1466۔ سنن النسائی : 533/2، ح : 1021۔

❸ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب جواز النافلة قائمًا وقاعداً، ح : 733۔

حُسْنًا)) ❶

”قرآن کریم کو اپنی آوازوں سے خوبصورت بناؤ، بلاشبہ خوبصورت آواز قرآن کے حسن کو دوبالا کر دیتی ہے۔“

مگر خیال رہے کہ تحسینِ صوت کا یہ معنی و مفہوم ہرگز نہیں کہ اپنی آواز و لحن کو اس انداز میں لہرایا جائے کہ وہ گانوں اور گیتوں کے مشابہ ہو جائے۔

قراءۃ القرآن میں جمالِ صوت یہ ہے کہ اس میں درد و غم کا اظہار ہو جیسے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

((إِنَّ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ صَوْتًا بِالْقُرْآنِ الَّذِیْ إِذَا سَمِعْتُمُوْهُ يَقْرَأُ حَسِبْتُمُوْهُ يَخْشَى اللّٰهَ)) ❷

”قرآن کریم میں خوبصورت آواز والا وہی ہے جسے تم قراءت کرتے سنو تو سمجھو کہ اللہ سے ڈرتا ہے!“

## (۷) نماز میں اللہ اپنے بندے سے ہم کلام ہوتا اور اسے جواب دیتا ہے!

رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا ہے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

((قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِیْ وَ بَيْنَ عَبْدِیْ نِصْفَيْنِ وَلِعَبْدِیْ مَاسَأَلَ: فَإِذَاقَالَ الْعَبْدُ: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ ، قَالَ اللّٰهُ: حَمِدَنِی عَبْدِیْ ، فَإِذَا قَالَ: ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ، قَالَ اللّٰهُ: أَثْنٰى عَلَيَّ عَبْدِیْ۔ فَإِذَا قَالَ: ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ ، قَالَ اللّٰهُ: مَجَّدَنِی عَبْدِیْ ، فَإِذا قَالَ: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ قَالَ: هٰذَا بَيْنِی وَبَيْنَ عَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَا سَأَلَ ، فَإِذَا قَالَ: ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ

❶ المستدرك للحاكم: 575/1- سنن ابی داؤد، كتاب الصلاة، باب 355، ح: 1468 .

❷ سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلاة، باب فی حسن الصوت بالقرآن، ح: 1339- حدیث صحیح ہے۔

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ ، قَالَ اللّٰهُ: هٰذَا لِعَبْدِيْ وَلِعَبْدِيْ مَا سَأَلَ))

''میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھو آدھ تقسیم کر لیا ہے اور میرے بندے کے لیے وہ کچھ ہے جو اس نے مانگا۔ تو جب بندہ کہتا ہے: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری تعریف کی ہے۔ پھر جب بندہ کہتا ہے ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری ثنا کی ہے۔ تو جب بندہ کہتا ہے ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ تو وہ کہتا ہے: میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی ہے، تو جب بندہ کہتا ہے، ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ اللہ فرماتا ہے۔ یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرے بندے کے لیے وہ کچھ ہے جو اس نے طلب کیا۔ تو جب بندہ کہتا ہے ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ اللہ فرماتا ہے، یہ میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے کے لیے وہ کچھ ہے جو اس نے مانگا۔''

یہ ایک عظیم الشان اور جلیل القدر حدیث ہے، اگر نمازی اس حدیث کو اپنے ذہن میں مستحضر رکھے تو اسے بے انتہا خشوع حاصل ہوگا اور اسے فاتحہ الکتاب کے انتہائی عظیم اثرات و برکات کا احساس و وجدان ہوگا۔ اور کیوں نہ ہو، جب اسے یہ شعور بلکہ یقین ہوگا کہ میں اپنے رب سے اور میرا رب مجھ سے مخاطب ہے وہ میری حاجات وضروریات مجھے عطا فرمانے والا ہے!

لہٰذا نمازی کو چاہیے کہ اس مکالمہ کی عظمت و قدر کو پہچانے جیسے کہ اس کا حق ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ أَحَدَكُمْ اِذَا قَامَ يُصَلِّيْ فَاِنَّمَا يُنَاجِيْ رَبَّهٗ ، فَلْيَنْظُرْ كَيْفَ .

❶ صحیح مسلم ، الصلاة ، باب وجوب قرأة الفاتحه فی کل رکعة ، حدیث 395 .

يُنَاجِيهِ))❶

''تم میں سے جب کوئی نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے، تو وہ اپنے رب سے مناجات اور سرگوشی کرتا ہے۔ لہٰذا اسے خیال کرنا چاہیے کہ وہ اس سے کس طرح اور کیا مناجات کر رہا ہے۔''

## (۸) نماز کے لیے سُترے کا اہتمام:

نماز میں خشوع حاصل کرنے میں ایک مفید و ممد عمل سُترے کا اہتمام کرنا بھی ہے۔ اس سے نمازی کی نظر ادھر ادھر بھٹکنے سے بہت حد تک رک جاتی ہے اور بندہ کافی حد تک شیطان کے عمل دخل سے محفوظ ہو جاتا ہے اور دوسرے لوگ بھی اس کے آگے سے گزرنے میں احتیاط کرتے ہیں۔ اگر سترہ نہ رکھا جائے تو نمازی کو بہت تشویش ہوتی ہے اور اس کا اجر بھی کم ہو جاتا ہے۔ نبی ﷺ کا فرمانِ مبارک ہے:

((اِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيُصَلِّ إِلَى سُتْرَةٍ وَلْيَدْنُ مِنْهَا))❷

''جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے لگے تو سترہ رکھ لے، اور اس کے قریب کھڑا ہو!''

## سترہ کے قریب کھڑا ہونا:

سُترے کے قریب کھڑے ہونے کے عظیم فوائد ہیں۔ آپ ﷺ نے تلقین فرمائی ہے کہ:

---

❶ مستدرك حاكم: 236/1، صحيح الجامع رقم: 1538. مولانا امین احسن اصلاحی رحمہ اللہ کے کلمات انتہائی خوبصورت ہیں، لکھتے ہیں: یہ دعا (فاتحہ) وہ دعا ہے جس سے بڑھ کر اس آسمان کے نیچے کوئی اور دعا نہیں، یہ دعا خود خداوند عالم کی سکھائی ہوئی ہے۔ اس میں بندہ جس طریقہ سے اپنے رب سے التجا کرتا ہے، اس سے بہتر طریقہ کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ اور جو کچھ مانگتا ہے اس سے بہتر کوئی دوسری چیز مانگنے کی ہو ہی نہیں سکتی۔ خدا نے خود ہی بتا دیا ہے کہ اس سے مانگنے کا طریقہ کیا ہے۔ اور اس نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ اصلی مانگنے کی چیز کیا ہے۔ جب سوال کی تمہید بھی ٹھیک ہو، جو چیز مانگی گئی وہ بھی مانگنے کی ہو اور تنہا اسی سے مانگنے کی ہو جس سے مانگی جا رہی ہے اور دینے والا بھی تمام کریموں سے بڑھ کر کریم ہو تو پھر اس کی قبولیت میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ (انتہی) (تزکیہ نفس نماز، آفاتِ نماز اور ان کا علاج)

❷ سنن ابی داؤد، كتاب الصلاة، باب الدنو من السترة، ح: 695.

((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ إِلَى سُتْرَةٍ فَلْيَدْنُ مِنْهَا ، لَا يَقْطَعُ الشَّيْطَانُ عَلَيْهِ صَلَاتَهُ)) ❶

"جب تم میں سے کوئی سُترے کی طرف (کھڑے ہوکر) نماز پڑھے تو اس کے قریب کھڑا ہو، کہیں شیطان اس کی نماز نہ تڑوا دے۔"

اور سنت یہ ہے کہ نمازی اور اس کے سُترے کے درمیان تین ہاتھ کا فاصلہ ہو۔ نمازی اور سجدے کی جگہ کے درمیان (کم از کم) ایک بکری کے گزرنے کی جگہ ضرور ہو۔ ❷ جیسے کہ صحیح احادیث میں آیا ہے۔

اس سلسلہ میں آپ ﷺ کی تاکید ہے کہ نمازی کسی کو ہرگز اجازت نہ دے کہ وہ اس کے اور سُترے کے درمیان سے گزرے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

((إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي فَلَا يَدَعْ أَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ ، وَلْيَدْرَأْهُ مَا اسْتَطَاعَ ، فَإِنْ أَبَىٰ فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّ مَعَهُ الْقَرِيْنَ)) ❸

"جب تم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو کسی کو اپنے سامنے سے نہ گزرنے دے اور اسے حتی الامکان روکے، اگر وہ اصرار کرے تو اس سے لڑائی کرے بلاشبہ اس کے ساتھ شیطان ہے۔"

امام نووی رحمہ اللہ سُترے کی حکمت بتاتے ہوئے رقمطراز ہیں: "اس سے نمازی کی نظر ایک حد سے آگے جانے سے رک جاتی ہے، اور جو اس حد کے اندر سے گزرنے کی کوشش کرے اسے روکا جا سکے۔ ❹ اور شیطان کو بھی یہاں سے گزرنے میں رکاوٹ ہوتی ہے اور وہ

---

❶ سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب الدنو من السترة، ح : 695.

❷ صحیح البخاری، کتاب سترة المصلّی، باب قدر کم ینبغی ان تکون بین المصلی والسترة، ح : 474۔ فتح الباری 684/1، ط : الریان.

❸ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، منع المار بین یدی المصلی، ح : 505.

❹ شرح صحیح مسلم : 216/4.

اس کی نماز میں دخل اندازی نہیں کر سکتا۔

## (۹) سینے پر ہاتھ باندھنا:

نماز کے لازمی آداب میں سے ایک ادب ہاتھ باندھنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں قیام فرماتے تو اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر رکھتے۔ ❶ سینے پر باندھ لیتے تھے۔ ❷

اور آپ ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے کہ:

((اِنَّا مَعْشَرَ الْاَنْبِیَاءِ اُمِرْنَا اَنْ نَضَعَ اَیْمَانَنَا عَلٰی شَمَائِلِنَا فِی الصَّلَاۃِ)) ❸

''ہم انبیاء کی جماعت کو حکم دیا گیا ہے کہ نماز میں اپنے داہنے ہاتھ کو بائیں پر رکھا کریں۔''

امام احمد رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ قیام نماز میں ہاتھ باندھنے کی کیا حکمت ہے؟ فرمایا: ''یہ رب العزت کے سامنے عجز و ذلت کے اظہار کے لیے ہے۔''

امام ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''یہ ایک ذلیل سائل کی شکل و صورت ہوتی ہے۔'' ❹

اس طرح کھڑے ہونے سے ہاتھ فضول حرکات سے بھی رُکے رہتے ہیں۔

اس میں عجز و خشوع کی کیفیت بھی ہے۔ ❺

❶ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب وضع یدہ الیمنیٰ علی الیسری، ح: 401۔

❷ سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب وضع الیمنی علی الیسریٰ فی الصلاۃ، ح: 759- حدیث صحیح ہے۔

❸ المعجم الکبیر للطبرانی 150/11، ح: 11485- علامہ الہیثمی نے حدیث کو صحیح کہا ہے۔ مجمع الزوائد 155/3، ح: 4880۔

❹ الخشوع فی الصلاۃ لابن رجب، ص: 23۔

❺ فتح الباری 262/2، ط: الریان۔

## (۱۰) نظر کو سجدے کی جگہ پر رکھنا:

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِذَا صَلّٰى طَأْطَأَرَأْسَهٗ وَرَمٰى بِبَصَرِهٖ نَحْوَ الْاَرْضِ)) ❶

"رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے تو اپنا سر جھکا لیتے اور اپنی نظر زمین کی طرف لگائے رکھتے۔"

آپ ﷺ جب بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے (اور نماز پڑھی) تو آپ کی نظر سجدے کی جگہ سے نہیں ہٹی تھی۔ ❷

البتہ جب تشہد میں بیٹھتے تو آپ ﷺ کی نظر دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت پر ہوتی تھی اور آپ ﷺ اسے حرکت دیتے رہتے تھے۔ جیسے کہ صحیح ابن خزیمہ (553/1 رقم 719) میں ہے۔ اور مسند احمد کی روایت میں ہے کہ:

((وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَلَمْ يُجَاوِزْبَصَرُهٗ إِشَارَتَهٗ)) ❸

"(آپ ﷺ تشہد میں) انگشت شہادت سے اشارہ کرتے اور اس دوران آپ کی نظر آپ کے اشارے سے آگے نہ بڑھتی تھی۔" ❹

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے شہادت والی انگلی سے اشارہ کیا اور اپنی نگاہ کو

---

❶ مستدرك الحاكم 479/1۔ وقال صحيح على شرط الشيخين و وافقه الالبانی فی صفة الصلاة.

❷ مستدرك حاكم 479/1، وقال صحيح على شرط الشيخين ووافقه الذهبی۔ ارواء الغليل: 73/2.

❸ صحيح ابن خزيمة 355/1، ح: 719۔ وصفة صلاة النبی للالبانی ص: 185.

❹ راقم مترجم کہتا ہے کہ تعجب ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور آپ کے اہلِ بیت آپ ﷺ کی ایک ایک حرکت کا کس گہری نظر سے مشاہدہ کرتے تھے اور اسے انہوں نے محفوظ رکھا اور پھر امت تک پہنچایا۔ شاید کوئی حساس کیمرہ بھی اس قدر باریک امور کی نشاندہی نہیں کر سکتا۔ رحمہم اللہ

اشارے پر ٹکائے رکھا۔ ❶

## مسئلہ نماز میں آنکھیں بند کر لینا؟:

یہاں ایک سوال ہے جو بعض نمازیوں کے ذہن میں آتا ہے کہ نماز کے دوران میں آنکھیں بند کر لینے کا کیا حکم ہے؟ جبکہ آنکھیں بند کر لینے سے قدرے خشوع زیادہ محسوس ہوتا ہے؟

جواب:...... یہ عمل رسول اللہ ﷺ سے منقول ثابت شدہ سنت کے خلاف ہے جیسے کہ ابھی پیچھے گزرا ہے۔ دوسرا اس سے وہ سنت فوت ہو جاتی ہے کہ آپ ﷺ اپنی نظر سجدے کی جگہ پر رکھتے تھے یا دائیں انگلی پر رکھتے تھے۔ یہاں ہم علامہ حافظ ابن القیم رحمہ اللہ سے استفادہ کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

> ''آپ ﷺ کا معمول نہ تھا کہ نماز کے دوران میں اپنی آنکھیں بند کریں۔ جبکہ واضح آیا ہے کہ تشہد کے دوران آپ ﷺ کی نظر انگلی پر ہوتی تھی اور اشارے سے آگے نہ بڑھتی تھی۔

> اس کی ایک مزید دلیل یہ بھی ہے کہ صلاۃ کسوف میں آپ ﷺ کو جنت کا مشاہدہ کرایا گیا، تو آپ نے اپنا ہاتھ بڑھا دیا تاکہ انگور کا خوشہ پکڑ لیں۔ اسی طرح آپ ﷺ نے دوزخ کے مناظر دیکھے۔ مثلاً بلی والی اس عورت کو دیکھا جس نے اسے قتل کر دیا تھا اور لاٹھی والے ایک صاحب کو بھی دیکھا۔ ایسے ہی وہ حدیث بھی ہے کہ ایک بکری نے آپ ﷺ کے آگے سے گزرنے کی کوشش کی تو آپ ﷺ نے اسے ہٹا دیا۔ آپ ﷺ نے ایک بچے اور بچی کو اپنے سے ہٹایا، اسی طرح دو بچیوں کو علیحدہ علیحدہ کیا۔ ایسے ہی وہ احادیث ہیں جن میں آپ ﷺ سلام کرنے والے کو اشارے سے سلام کا جواب دیتے تھے، اور یہ

❶ مسند احمد 3/4۔ سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب الارشارۃ فی التشھد، ح: 990۔ علامہ البانی نے حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔

سب نماز کے دوران کے واقعات ہیں۔ آپ نے ان چیزوں کو دیکھا تبھی آپ نے کوئی حرکت کی یا اشارہ کیا۔

ایسے ہی شیطان آپ ﷺ کے سامنے آیا اور آپ ﷺ پر حملہ آور ہوا تو آپ نے اسے پکڑ لیا اور اس کا گلا دبایا، یہ سب آنکھوں دیکھی چیزیں تھیں۔ تو ان سب احادیث کے مجموعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نماز کے دوران میں اپنی آنکھیں بند نہ کیا کرتے تھے۔"

اس عمل کے مکروہ ہونے پر ائمہ کا اختلاف ہے۔ مثلاً امام احمد اسے مکروہ کہتے ہیں۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ نماز کے دوران میں آنکھیں بند کر لینا یہودیوں کا کام ہے۔ جب کہ بعض دیگر ائمہ نے اسے مباح بھی کہا ہے، وہ اسے مکروہ نہیں خیال کرتے، الغرض صحیح بات یہ ہے کہ نماز کے دوران آنکھیں کھولے رکھنا کسی طرح خشوع کے منافی نہیں۔ البتہ اگر سامنے قبلے کی جانب میں کوئی نقش و نگار ہوں اور ان پر نظر پڑتی ہو تو یقیناً آنکھیں بند کر لینے میں کوئی مضائقہ بھی نہیں ہوگا۔ بلکہ اس صورت میں بند کر لینا اقرب الی الصواب کہلائے گا اور یہی اصول شریعت اور مقاصد شریعت کی بات ہوگی۔" ❷

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ کی بات سے یہی معلوم ہوا ہے کہ سنت تو آنکھیں کھولے رکھنا ہی ہے، الا یہ کہ خشوع کے منافی کسی چیز سے بچنا مقصود ہو۔

## (۱۱) انگشت شہادت کو حرکت دینا:

اس مسئلہ سے بہت سے نمازی غافل ہیں اور خشوع میں اس کے ممد و معاون ہونے کی اہمیت سے آگاہ نہیں ہیں۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

❶ زاد المعاد 293/1.

❷ نماز میں کون سے امور مباح اور کون سے مباح نہیں ہیں؟ اس سلسلے میں صحیح ابن خزیمہ دیکھیے: "جماع ابواب الكلام المباح فی الصلاۃ، جماع ابواب افعال المباحة فی الصلاۃ".

((لَهِيَ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنَ الْحَدِيْدِ)) ❶

''انگشت شہادت کی یہ حرکت شیطان کے لیے لوہے کی چوٹ سے بھی بڑھ کر سخت ہوتی ہے۔''

کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور توحید کا اشارہ ہوتا ہے، اخلاصِ عبادت کا اظہار ہوتا ہے اور یہ چیزیں ایسی ہیں جو شیطان کے لیے بے انتہا بے انتہا، ناپسند اور اذیت و تکلیف کا باعث ہوتی ہیں۔ اسی لیے اور اسی عظیم فائدہ کے پیش نظر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس سنت کی ایکدوسرے کو وصیت و تلقین کرتے اور اس پر عمل کے حریص بھی ہوتے تھے۔ بلکہ اپنے آپ کو اس طرح کی تمام سنتوں پر عمل پیرا رکھتے تھے جنہیں آج کے دور میں لوگ معمولی اور ہلکا سمجھتے ہیں اور ان کی پرواہ نہیں کرتے۔ اس اثر کے الفاظ یوں ہیں:

((كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ يَأْخُذُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ، يَعْنِي الْإِشَارَةَ بِالْأُصْبُعِ فِي الدُّعَاءِ)) ❷

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (تشہد کی) دعا میں انگلی سے اشارہ کرنے کی ایک دوسرے کو تلقین کیا کرتے تھے۔''

اور اس اشارے میں سنت یہ ہے کہ پورے تشہد میں انگلی قبلہ رخ اٹھی رہے اور اسے حرکت دی جائے۔

## (۱۲) نماز میں تلاوت اور دعا:

اس عمل سے نمازی کو نئے نئے معانی اور احساسات کی تجدید ہوتی ہے جبکہ وہ آدمی جسے صرف ایک یا چند اذکار ہی یاد ہوں اور وہ بار بار ان ہی کا تکرار کرتا ہو یا چند ایک مختصر مختصر سورتوں ہی کی تلاوت پر اکتفا کرتا ہو، اسے نماز کا وہ لطف و سرور حاصل نہیں ہوتا جو اس شخص کو ہوتا ہے جو مختلف مقامات سے تلاوت کرتا اور بدل بدل کر اذکار کرتا ہے۔ الغرض اذکار و

❶ مسند احمد 119/2۔ حدیث حسن ہے۔ ملاحظہ ہو: الفتح الربانی 15/4۔

❷ ابن ابی شیبة، بسند حسن اصفة الصلاة، صفحه: 141۔

تلاوت کو مختلف مقامات سے بدل بدل کر پڑھنا سنت ہے اور خشوع میں بہت ہی ممد و معاون عمل ہے۔ ہمیں آپ ﷺ سے ثابت مختلف تلاوتوں میں غور کرنا چاہیے۔ اور نماز کے اذکار میں تدبر کرنا چاہیے کہ وہ کیا کیا اور کیسے کیسے ہوتے تھے؟ مثلاً استفتاحِ نماز میں آپ ﷺ یہ دعائیں پڑھتے تھے:

❶ ((اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اَللّٰهُمَّ نَقِّنِي مِنْ خَطَايَايَ كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْنِي مِنْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ)) [1]

"اے اللہ......! میرے اور میری خطاؤں کے درمیان دوری اور فاصلہ کر دے جیسے کہ تو نے مشرق اور مغرب میں فاصلہ اور دوری کی ہے۔ اے اللہ! مجھے میری خطاؤں سے ایسے صاف کر دے جیسے سفید کپڑے کو میل سے صاف کیا جاتا ہے، اے اللہ! مجھے میری خطاؤں سے پانی، برف اور اولوں سے دھو ڈال۔" [2]

❷ ((وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَاأَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، لَا شَرِيْكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ)) [3]

---

[1] صحيح البخاري، كتاب صفة الصلاة، باب ما يقول بعد التكبير ح: 711- صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب ما يقال بين تكبيرة الاحرام والقرائة، ح: 598.

[2] صحیح بخاری، حدیث: 344- برف اور اولوں سے گناہوں کے دھوئے جانے کی حکمت یہ بیان کی جاتی ہے کہ مادی اور حسی میل اپنی طبیعت کے اعتبار سے ٹھنڈی ہوتی ہے، اس لیے اس کے دھونے میں گرم پانی استعمال کیا جاتا ہے جبکہ گناہوں کی روحانی معنوی میل اپنی طبیعت کے لحاظ سے گرم ہوتی ہے اس لیے اس کے دھوئے جانے کے لیے برف اور اولوں کے پانی کی دعا تعلیم کی گئی ہے۔ (هذا ما افادهُ بعض المشايخ)

[3] صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب الدعاء فى صلاة الليل، ح: 771- صحيح ابن حبان: 69/5، ح: 1771، 1772، 1773، 1774- سنن ابى داؤد، كتاب الدعوات، باب ما تستفتح به الصلاة من، ح: 761.

’’میں نے اپنا رخ اس ذات کی طرف کر لیا جس نے آسمان اور زمین پیدا کیے، اس حال میں کہ میں اسی کے لیے یکسو ہوں اور کسی طرح مشرکین میں سے نہیں ہوں۔ بلاشبہ میری نماز، میری قربانی (وعبادت) میرا جینا اور میرا مرنا (سب) اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے، اس کا کوئی شریک وساجھی نہیں ہے، اور مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلے اطاعت گزاروں میں سے ہوں۔‘‘

❸ ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ)) ❶

’’اے اللہ......! تو پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ، تیرا نام بڑی برکت والا ہے اور تیری شان بہت بلند و بالا ہے اور تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔‘‘

علاوہ ازیں اور بھی اذکار ہیں۔ نمازی کو چاہیے کہ کبھی یہ پڑھے اور کبھی وہ۔ اور تلاوت میں ہم پاتے ہیں کہ آپ ﷺ نماز فجر میں کئی مختلف سورتیں تلاوت کیا کرتے تھے مثلاً طوال مفصل میں سے سورہ الواقعہ، الطور اور قٓ، اور قصار مفصل میں سے مثلاً: ’’اذا الشمس كوّرت، الزلزلة اور معوّذتين۔ یہ بھی آیا ہے کہ آپ ﷺ نے سورہ الروم، يٰسين اور الصافات کی تلاوت فرمائی۔ اور جمعہ کے روز فجر کی نماز میں سورہ السجدہ اور هل أتى على الانسان تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ ❷

---

❶ سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب من رأى الاستفتاح بسبحانك، ح: 775، 776۔ المستدرك للحاكم 235/1۔ سنن الترمذی، ح: 242، 243۔ سنن ابن ماجه، کتاب اقامة الصلاة، باب افتتاح الصلاة، ح: 804، 806۔ حدیث صحیح ہے۔

❷ قرآن کریم کی آخری منزل کو ’’المفصّل‘‘ سے تعبیر کیا جاتا ہے کیوں کہ ان سورتوں میں فاصلے اور بسم اللہ کثرت سے آئی ہے۔ ان آیات وجود کو، ’’المحکم‘‘ کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ علماء احناف کے قول کے مطابق سورۃ ’’الحجرات سے البروج‘‘ تک طوال مفصل۔ ’’الطارق سے لم یکن‘‘ تک اوساط مفصل اور سورہ زالزال سے آخر تک قصار مفصل کہلاتی ہیں۔

نماز ظہر میں تلاوت کے بارے میں آتا ہے کہ آپ ﷺ اس کی پہلی دونوں رکعات میں تیس آیات کے برابر قراءت فرماتے تھے۔ علاوہ ازیں آپ ﷺ نے سورۃ الطارق، البروج اور واللیل اذا یغشیٰ بھی تلاوت فرمائی۔

نماز عصر میں تلاوت کے بارے میں آتا ہے کہ آپ ﷺ اس کی پہلی دونوں رکعات میں پندرہ آیات کے برابر تلاوت کرتے تھے۔ اور وہ سورتیں بھی جن کا اوپر ظہر کی نماز میں ذکر ہوا ہے۔

نماز مغرب میں آپ ﷺ قصار مفصل میں سے تلاوت کرتے تھے مثلاً سورۃ والتین۔ علاوہ ازیں آپ ﷺ نے سورۂ محمد، الطور اور المرسلات وغیرہ بھی تلاوت فرمائی ہیں۔

نماز عشاء کی تلاوت کے متعلق ذکر ہے کہ آپ ﷺ اس میں اوساط مفصل سے سورتیں پڑھا کرتے تھے۔ مثلاً والشمس وضحاھا، اور اذا السماء انشقت۔ وغیرہ اور جناب معاذ رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے تلقین فرمائی تھی کہ سورۃ الاعلیٰ، القلم اور واللیل اذا یغشیٰ وغیرہ پڑھا کریں۔

قیام اللیل میں آپ ﷺ لمبی لمبی سورتیں قراءت کرتے تھے۔ آپ کے معمولات مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ بعض اوقات دوسو آیات اور کبھی ڈیڑھ سو آیات تک پڑھتے تھے۔ کبھی قراءت مختصر بھی فرما لیتے۔

## رکوع کے اذکار:

رکوع کے اذکار بھی کئی طرح کے ہیں کبھی:

① ...... "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ" ❶ پر اضافہ کرتے ہوئے۔

② ...... "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ" ❷

③ ...... اور "سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ" (بے انتہا پاک، بے

---

❶ صحیح مسلم، الصلاۃ، حدیث: 772، ترمذی: 262.

❷ ابو داود مع العون: 66:3، حدیث: 865.

انتہا مقدس، رب ہے ملائکہ اور روح کا)۔

⑦ ((اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَلَكَ اَسْلَمْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، أَنْتَ رَبِّيْ، خَشَعَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَدَمِيْ وَلَحْمِيْ وَعَظَمِيْ وَعَصَبِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ.))

''اے اللہ......! میں نے تیرے سامنے اپنی کمر جھکا لی، میں تجھ پر ایمان لایا، تیرا مطیع ہوا، تجھی پر میرا اعتماد ہے، تو ہی میرا پالنہار ہے، میرے کان، میری آنکھیں، میرا خون، میرا گوشت، میری ہڈیاں اور میرے پٹھے سب اللہ کے سامنے دبے ہوئے عاجز ہیں، جو تمام جہانوں کا پالنہار ہے۔''

## قومہ کی دعائیں:

رکوع سے اٹھ کر آپ ﷺ ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ'' کہہ لینے کے بعد فرماتے تھے:

① ...... ''رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ'' (اے ہمارے رب اور تیری ہی تعریف ہے)۔

② ...... اور کبھی صرف ''رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ'' کہتے (یعنی واو کا اضافہ نہ ہوتا)

③ ...... اور کبھی ''اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا (وَ) لَكَ الْحَمْدُ'' کہتے۔

④ ...... اور بعض اوقات اس کے ساتھ یہ الفاظ بھی ملا لیتے:

((مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَاشِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ))

''حمد اس قدر کہ آسمانوں کی بھرائی جتنی، زمین کی بھرائی جتنی اور اس چیز کے بقدر جو ان کے بعد تو چاہے۔''

اور کبھی ان کلمات کا اضافہ فرماتے:

((اَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَاالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ.))

''اے تعریف اور بزرگی کے لائق! اے اللہ! جو تو عطا فرمادے اسے کوئی روک نہیں سکتا، اور جو تو روک لے وہ کوئی دے نہیں سکتا اور کسی شان یا بزرگی والے کو

تیرے ہاں اس کی بزرگی اور شان کوئی فائدہ نہیں دے سکتی۔"

## سجدہ کے اذکار:

سجدوں میں مندرجہ ذیل دعاؤں میں سے کوئی ایک پڑھی جاسکتی ہے۔

سجدوں میں آپ ﷺ "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى" میں اضافہ کرتے ہوئے "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى وَبِحَمْدِهٖ" بھی کہہ لیتے تھے۔ کبھی "سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ" پڑھتے (بے انتہا پاکیزہ، بے انتہا مقدس، رب ہے ملائکہ کا اور روح کا)۔ ❶

بعض اوقات "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ" پڑھتے (پاک ہے تو اے اللہ! ہمارے رب! اپنی تعریف کے ساتھ، اے اللہ مجھے بخش دے)۔

اسی طرح:

((اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ، وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ، وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ، تَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ))

"اے اللہ......! میں تیرے لیے سجدہ ریز ہوں، میں تجھ پر ایمان لایا، تیرا مطیع فرمان ہوا، میرا چہرہ اس ذات کے لیے سجدہ ریز ہے جس نے اسے پیدا کیا، اسے شکل وصورت دی، اس میں کان بنائے، آنکھیں بنائیں، بڑی برکت والا ہے اللہ، جو سب سے بہترین بنانے والا ہے۔"

وغیرہ پڑھتے۔

## دو سجدوں کے درمیان جلسہ میں:

"رَبِّ اغْفِرْلِيْ۔ رَبِّ اغْفِرْلِيْ" کے علاوہ یہ دعا بھی پڑھا کرتے:

❶ "روح" سے مراد: وہ جوہر ہے جس کے سبب زندگی کی بقا ہے یا سید الملائکہ جبرئیل امین کو بھی الروح، اور الروح الامین کہا جاتا ہے۔

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَارْفَعْنِیْ وَاهْدِنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ"

"اے اللہ......! میری پردہ پوشی فرما، مجھ پر رحم کر، میری اصلاح فرما، مجھے بلند کر دے، مجھے ہدایت دے، مجھے آرام وراحت دے ❶ اور رزق عنایت فرما۔"

## تشہد:

تشہد میں بھی کئی طرح کے الفاظ وارد ہیں مثلاً:

1. ((اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ))

"تمام تر تحفے اور ہدیے اللہ کے لیے ہیں اور بدنی عبادات اور پاکیزہ مالی عبادات، پاکیزہ کلمات بھی۔ سلامتی ہو آپ پر اے اللہ کے نبی!"

2. ((اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ ، اَلصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ))

"تمام طرح کے مبارک تحفے، زبانی، بدنی اور مالی عبادتیں سب ہی اللہ ہی کے لیے ہیں۔"

((اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ))

"تمام پاکیزہ تحفے، زبانی، مالی بدنی عبادات اللہ ہی کے لیے ہیں۔" ❷

---

❶ "عافیہ" ایک بڑا جامع کلمہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کا ہر مشکل، پریشانی، دکھ تکلیف، بیماری اور الجھن وغیرہ سے دفاع فرمائے۔

❷ قدیم زمانہ سے رواج چلا آتا ہے کہ لوگ بادشاہوں کی تعظیم اور آداب بجالانے کے لیے مختلف الفاظ سے عرض کرتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے "تمہیں ہیشگی اور نعمت حاصل رہے۔" کوئی کہتا ہے: "اللہ تعالیٰ آپ کو لمبی زندگی دے۔" کوئی کہتا ہے: "تو ہزار برس جیے۔" عرب کے مشرک بھی اپنے بتوں کو یہ کہہ کر سلام کرتے تھے: لَكَ الْحَيٰوةُ الدَّائِمَةُ (تجھے ہمیشہ کی زندگی ملے) اسلام میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ سب تحفوں سے بڑھ کر بہترین اور پاکیزہ تحفہ وآداب اللہ تعالیٰ کے لیے خاص کریں جو حَيٌّ لَا يَمُوتُ ہے ہمیشہ زندہ ⇐⇐

الغرض نمازی کبھی یہ پڑھ لے اور کبھی یہ.....

## نبی ﷺ کے لیے درود:

نبی ﷺ کے لیے درود میں بھی کئی طرح کے الفاظ آئے ہیں۔ مثلاً

① ((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ ० اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ . ))

"اے اللہ......! اپنی خاص رحمت نازل فرما محمد اور آل محمد پر، جیسے کہ تو نے اپنی خاص رحمت نازل فرمائی ہے ابراہیم اور آل ابراہیم پر، بلاشبہ تو انتہائی تعریف کے لائق اور بڑی بزرگی والا ہے۔

اے اللہ برکت نازل فرما محمد اور آل محمد پر جیسے کہ تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم اور آلِ ابراہیم پر، بلاشبہ تو بڑا ہی تعریف کیا گیا اور بڑی بزرگی والا ہے۔"

② ((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ بَيْتِهٖ وَعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ ० وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ بَيْتِهٖ وَعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ))

"اے اللہ......! اپنی خاص رحمت نازل فرما محمد پر، اس کے گھر والوں پر، اس کی ازواج پر اور اس کی اولاد پر، جیسے کہ تو نے اپنی خاص رحمت نازل کی ہے آل ابراہیم پر، بلاشبہ تو بڑا ہی تعریف کیا گیا اور بڑی بزرگی والا ہے۔ اور (اے

⇦⇦ رہنے والا اور موت سے پاک۔ اس لیے کہ صرف وہی ہمیشہ سے زندہ اور زندہ رہنے والا ہے۔ وہی ہے جس کی بادشاہی لازوال ہے۔ لہٰذا التحیات کے لائق بھی صرف وہی ہے۔

(حضورِ نماز حافظ عبدالحمید ازہر صاحب ﷾)

اللہ!) برکت نازل فرما محمد پر، اس کے گھر والوں پر، اس کی بیویوں پر اور اس کی اولاد پر جیسے کہ تو نے برکت نازل کی ہے آل ابراہیم پر، بلاشبہ تو بڑا ہی تعریف کیا گیا ہے اور بڑی شان والا ہے۔''

③ ((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ))

''اے اللہ......! اپنی خاص رحمت نازل فرما اُمّی نبی پر۔ ❶ اور آل محمد پر جیسے کہ تو نے اپنی خاص رحمت نازل فرمائی ہے آل ابراہیم پر اور (اے اللہ) برکت نازل فرما محمد پر جو نبی اُمّی ہے اور آل محمد پر جیسے کہ تو نے برکت نازل کی ہے آل ابراہیم پر دونوں جہانوں میں، بلاشبہ تو بڑا ہی تعریف کیا گیا، بڑی بلند شان والا ہے۔''

علاوہ ازیں اور بھی کئی الفاظ منقول ہیں۔ الغرض نماز کے لیے سنت یہی ہے جیسے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ ان کلمات طیبات کو ادل بدل کر پڑھا جائے۔

اور اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کہ کسی ایک کو کثرت سے پڑھا جائے، اس اعتبار سے کہ ثبوت میں وہ زیادہ قوی اور کتب حدیث میں اس کی شہرت زیادہ ہے۔ یا اس لیے کہ جب آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ سے درود کے متعلق سوال کیا تو آپ نے ایسے ہی

---

❶ ''رسول اللہ ﷺ کا نبی امی ہونا آپ ﷺ کا ایک خاص وصف، شان، اعزاز اور معجزہ ہے کہ آپ ﷺ نے ولادت کے بعد اکتساب علوم وفنون کی جانب کوئی رغبت نہ کی تھی اور حضور کی لوح قلب پر تقریراً یا تحریراً کسی ایک حرف کا نقش بھی ثبت نہ ہوا تھا۔ اور آپ نے اپنی تمام عمر ایسے پوری کر دی جو کسی ایسے بچہ کی ہو جو نہ مکتب گیا، نہ درس لیا، نہ قلم ہاتھ میں پکڑا، نہ سبق زبان پر جاری ہو، مگر پورے جہان کے لیے رحمت، معلم اور ھادی بنے۔'' یہ مضمون علامہ محمد سلیمان سلمان منصور پوری رحمہ اللہ کی کتاب رحمۃ للعلمین جلد دوم خصوصیت نمبر 10 میں اہتمام سے دیکھنے اور پڑھنے کے لائق ہے (مترجم)

الفاظ کی تعلیم فرمائی۔ ❶

## سجدہ تلاوت کرنا:

تلاوت قرآنِ کریم کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ جب اس میں سجدے کا موقع آئے تو نمازی سجدہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیا و صالحین کا خاص وصف یہی بیان فرمایا ہے کہ:

﴿إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَٰنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا ۩﴾ (مریم : 58/19)

''جب ان کے سامنے ہماری آیات پڑھی جاتی تھیں تو وہ سجدے میں گر پڑتے اور روتے رہتے تھے۔''

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں: ''کہ علماء امت کا اجماع ہے کہ اس مقام پر سجدہ کرنا مشروع ہے تاکہ ان انبیاء و صالحین کی اقتدا ہو اور ان کے طرز عمل کی اتباع ہو۔''

نماز کے دوران سجدۂ تلاوت ایک عظیم اور بابرکت عمل ہے، اس سے نمازی کے خشوع میں بڑا اضافہ ہوتا ہے، اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

﴿وَيَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا ۩﴾

(بنی اسرائیل : 109/17)

''وہ روتے ہوئے ٹھوڑیوں کے بل (سجدوں میں) گر جاتے ہیں اور اس سے ان کو اور زیادہ عاجزی حاصل ہوتی ہے۔''

اور رسول اللہ ﷺ کے عمل سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے ''سورہ النجم'' میں سجدہ کیا تو حاضرین نے بھی کیا۔ سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا

---

❶ اور یہ تمام درود بمع نصوص علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی کتاب صفۃ صلاۃ النبی میں جمع کر دیے گئے ہیں اور انہوں نے کتب احادیث سے انہیں جمع کرنے میں بہت محنت کی ہے۔ (جزاہ اللہ) درود و سلام کے فضائل و مسائل سے مفصل طور پر آگاہی کے لیے امام ابن القیم رحمہ اللہ کی جلاء الأفہام فی الصلاۃ و السلام علی خیر الأنام ہر صاحب علم کے مطالعہ میں رہنی چاہیے اور بحمد اللہ اس کا اردو ترجمہ جناب قاضی سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ نے کیا ہے اور دارالسلام نے شائع کر دیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر عشاء کی نماز پڑھی تو انہوں نے اس میں سورہ "إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ" پڑھی اور اس میں سجدہ کیا۔ میں نے ان سے اس کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: ''میں نے اس میں ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سجدہ کیا ہے، میں تو اس مقام پر سجدہ کرتا رہوں گا حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملوں۔'' ❶

الغرض نماز کے دوران میں بالخصوص سجدۂ تلاوت کا اہتمام کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس سے شیطان کی ناک خاک آلود ہوتی ہے، وہ رسوا ہوتا ہے اور نمازی پر اس کا مکروفریب کمزور تر ہو جاتا ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا قَرَأَ ا بْنُ آدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ إِعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِي ، يَقُولُ يَـا وَيـلِيْ (يَا وَيْلَهُ) ، أُمِرَ ابْنُ آدَمَ بِالسُّجُودِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ ، وَأُمِرْتُ بِالسُّجُودِ فَأَبَيْتُ فَلِيَ النَّارُ)) ❷

''ابن آدم جب کوئی آیتِ سجدہ پڑھتا اور سجدہ کرتا ہے تو شیطان علیحدہ ہو کر رونے لگتا ہے اور کہتا ہے، ہائے افسوس! ابن آدم کو سجدے کا حکم دیا گیا، اس نے سجدہ کرلیا تو اس کے لیے جنت ہے۔ مگر مجھے سجدے کا حکم دیا گیا، میں نے انکار کر دیا تو میرے لیے آگ ہے۔''

## (۱۴) تعوّذ: اللہ کی پناہ مانگنا:

شیطان ہمارا دشمن ہے۔ اس کی عداوت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ وہ نمازی کو نماز کے دوران میں مختلف خیالات اور وسوسوں میں الجھاتا رہتا ہے تاکہ اس کی نماز خراب ہو۔ یہ خیالات و وساوس ہر اس شخص کو آتے ہیں جو اللہ عزوجل کی طرف متوجہ ہو یا ذکر کرتا ہو، لازماً

---

❶ بخاری، کتاب الاذان، باب القراءة فی السمآء بالسجدة، حدیث: 768-766 وفی الجمعة: 1078.

❷ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان اسم الکفر علیٰ من ترك السجدة، ح: 81- مسند احمد: 443/2.

اسے خیالات و وساوس آتے ہیں۔ لیکن اس سے کوئی زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ بندے کو چاہیے کہ اپنی عبادت اور ذکر وغیرہ میں جاری وساری رہے اور ان خیالات سے دل برداشتہ نہ ہو۔ اس مشغولیت سے اُس کے یہ خیالات بالآخر جاتے رہیں گے اور شیطان کا حملہ ختم ہو جائے گا۔

﴿إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَٰنِ كَانَ ضَعِيفًا﴾ (النساء : 76/4)

''بلاشبہ شیطان کا داؤ بہت ہی کمزور ہوتا ہے۔''

اکثر ایسے ہوتا ہے کہ جونہی بندہ اپنے اللہ عزوجل کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اس کے دل میں کوئی نہ کوئی خیالات آنے لگتے ہیں۔ دراصل شیطان ایک ڈاکو ہے، بندہ اللہ کی طرف رجوع کرنے لگتا ہے تو وہ اس پر ڈاکہ ڈالنے کی تدبیریں کرنے لگتا ہے (اس لیے یہ خیالات آتے ہیں اور یہ اسی کا حملہ ہوتا ہے)۔ یہی وجہ ہے کہ سلف رحمہم اللہ میں سے کسی بزرگ سے کہا گیا کہ ''یہود ونصاریٰ کہتے ہیں کہ ہمیں وسوسے نہیں آتے، تو اس نے کہا: سچ کہتے ہیں: بھلا شیطان کو ایک اجاڑ گھر میں کیا ملے گا؟

اس کی ایک عمدہ مثال یوں بھی دی گئی ہے کہ تین گھر ہوں، ایک بادشاہ کا ہو جو قسما قسم کے خزانے اور جواہرات سے بھرا ہو، دوسرا بادشاہ کے غلام کا ہو جس میں تھوڑا سا خزانہ اور جواہر وغیرہ ہوں۔ ظاہر ہے کہ دونوں کی کمیت اور قیمت میں یقیناً فرق ہوگا اور تیسرا گھر خالی خولی ہو، جس میں کچھ بھی نہ ہو تو بھلا چور کس گھر میں گھسے گا؟ کہاں نقب لگائے گا؟ [1]

بندہ جب نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو شیطان کو اس سے بڑی غیرت آتی ہے، اسے بہت غصہ آتا ہے کہ ہائے یہ اس قدر عظیم عمل، اونچا مقام اور قریب ترین مرتبہ حاصل کر رہا ہے۔ لہٰذا اس کی انتہائی کوشش ہوتی ہے کہ یہ مراتب اس سے چھین لے۔ وہ اسے طرح طرح کے جھوٹے وعدے دیتا ہے، تمنائیں دلاتا ہے اور اسے بہلانے اور بھلانے کی کوشش کرتا ہے، اور اپنے سب پیدل اور سوار اس پر چڑھا دوڑاتا ہے۔ تا کہ نماز اس کے لیے ایک معمولی سا

[1] الوابل الصيب ، ص : 43.

عمل بنا دے، چنانچہ (کمزور طبیعت بندہ) اسے چھوڑ بیٹھتا ہے۔ لیکن اگر بندہ شیطان کی نہ مانے تو وہ اس کو طرح طرح کے خیالات میں الجھانے کی کوشش کرتا ہے، اور اس دوران میں وہ اسے وہ کچھ یاد دلاتا ہے جو اسے نماز سے پہلے کبھی یاد نہیں آ رہا ہوتا۔ بعض اوقات بندہ اپنی کوئی چیز بھول چکا ہوتا ہے، بلکہ اس سے مایوس ہو چکا ہوتا ہے، تو وہ اس کو یاد دلا دیتا ہے تاکہ نماز سے اس کا دل پھر جائے اور ''اللہ کی طرف متوجہ نہ رہے'' تو بندہ اس حال میں کھڑا ہونے کو تو نماز میں کھڑا ہوتا ہے مگر بے دلی سے۔ اگر آدمی ان ہی خیالات میں الجھ کر رہ جائے تو ایسا آدمی اللہ عزوجل سے کچھ نہیں پاسکتا۔ پاتا وہی ہے جو کامل توجہ اور یکسوئی سے اس کی طرف دل لگائے ہوئے ہو۔ خیالات میں الجھا آدمی جب نماز سے فارغ ہوتا ہے تو وہ ویسے ہی رہتا ہے جیسے پہلے اپنی خطاؤں اور گناہوں میں تھا، جو اس کی نماز سے کسی طرح کم نہیں ہوئے ہوتے۔ حالانکہ نماز آدمی کے گناہوں کا کفارہ بنتی ہے۔ مگر اسی نمازی کے لیے جو نماز کا حق ادا کرے، کامل خشوع سے پڑھے اور اپنے اللہ کے سامنے حضورِ قلب و قالب کے ساتھ حاضر ہو! ❶

الغرض شیطان کے ایسے مکر و فریب کا مقابلہ اور وساوس کو دور کرنے کے لیے نبی ﷺ نے ایک علاج اور ترکیب ارشاد فرمائی ہے:

جناب ابوالعاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! شیطان میرے اور میری نماز و قراءت کے مابین حائل ہو جاتا ہے اور مجھ پر خلط ملط کر دیتا ہے......؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> ''یہ شیطان ہے اس کا نام خنزب ہے، تم جب اسے محسوس کرو تو ''اعوذ باللہ من الشیطان الوجیم'' پڑھ کر اپنی بائیں جانب تھتکار دیا کرو۔'' صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں چنانچہ میں نے ایسے ہی کیا، تو اللہ نے اس کو مجھ سے دور کر دیا۔''

شیطانی حملوں میں سے ایک حملہ جس کی ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے اور پھر اس

---

❶ الوابل الصیب، ص: 36.

کا علاج بھی ارشاد فرما دیا ہے کہ:

((وَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّيْ جَاءَ الشَّيْطَانُ فَلَبَّسَ عَلَيْهِ حَتّٰى لَايَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى ، فَإِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ)) ❶

''تم میں سے جب کوئی نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان آ کر اس کے لیے خلط ملط کرنے کی کوشش کرتا ہے، حتیٰ کہ نمازی کو یاد نہیں رہتا کہ کس قدر نماز پڑھی ہے، فرمایا کہ جب کوئی اس طرح کی کیفیت سے دوچار ہو تو اسے چاہیے کہ (آخر میں) جب بیٹھا ہوا ہو تو دو سجدے کرلے۔''

اور کبھی ایسے بھی ہوتا ہے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَوَجَدَ حَرَكَةً فِيْ دُبُرِهٖ أَحْدَثَ أَوْلَمْ يُحْدِثْ فَأَشْكَلَ عَلَيْهِ فَلَايَنْصَرِفْ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْيَجِدَرِيْحًا . )) ❷

''جب تم میں سے کوئی نماز میں ہوتا ہے تو وہ اپنی دُبُر میں کوئی حرکت سی محسوس کرتا ہے (یعنی اسے خیال آتا ہے کہ) شاید بے وضو ہو گیا ہوں یا نہیں ہوا......؟ اور وہ شک میں پڑ جاتا ہے تو اس صورت میں نمازی کو نماز نہیں چھوڑنی چاہیے حتیٰ کہ آواز سنے یا بو محسوس کرے۔''

بلکہ شیطان کے اس حملے اور مکر کی عجیب صورت اور تفصیل آپ ﷺ نے یوں بیان فرمائی ہے کہ:

---

❶ بخاری، کتاب الجمعة، باب الهو فی الغرض والتطوع، حدیث: 1232، صحیح مسلم، حدیث: 389.

❷ صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب 26، ح: 362- سنن ابی داؤد، کتاب الطهارة، باب اذا شكّ فی الحدث، ح: 177.

”بندہ نماز میں ہوتا ہے اور شیطان آ جاتا ہے حتیٰ کہ اس کی مقعد (شرمگاہ) کو کھولتا ہے، نمازی کو خیال گزرتا ہے، شاید ہوا خارج ہوئی ہے یا نہیں......؟ فرمایا: جب تم میں سے کسی کو ایسی صورت حال پیش آ جائے تو ہرگز نماز نہ چھوڑے حتیٰ کہ آواز سن لے یا بو محسوس کرے۔“ ❶

## مسئلہ:

یہاں ہم آپ کو ایک اور شیطانی دھوکے سے بھی آگاہ کرنا چاہتے ہیں کہ ”خنزب“ شیطان بعض اچھے بھلے نمازیوں کو فتنہ میں مبتلا کر دیتا ہے وہ اس طرح کہ وہ انہیں نماز کے علاوہ بعض دیگر اعمال خیر میں مشغول کرنے کی صورت میں آتا ہے مثلاً وہ انہیں دعوت و تبلیغ کے کاموں میں یا دیگر علمی مسائل میں مشغول کر دیتا ہے اور وہ اس میں اس قدر مگن ہو جاتے ہیں کہ انہیں اپنی نماز کی خبر ہی نہیں رہتی۔ اور پھر بعض تو اس صورت حال کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے معاملہ سے بھی تشبیہ دینے لگتے ہیں کہ وہ دورانِ نماز میں لشکر تیار کر رہے ہوتے تھے۔ وغیرہ۔

آیئے......! اس بارے میں علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے مراجعت کریں، انہوں نے اس مسئلہ کو خوب حل کیا اور اس شبہ کا جواب بھی دیا ہے، فرماتے ہیں:

”سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، کہتے ہیں کہ ” وَإِنِّیْ لَأُجَهِّزُ جَیْشِیْ وَأَنَا فِی الصَّلَاةِ“ (بعض اوقات میں اپنا لشکر تیار کرتا ہوں جبکہ میں نماز میں بھی ہوتا ہوں) اس میں ان لوگوں کے لیے کوئی دلیل نہیں ہو سکتی، یہ اس لیے تھا کہ آپ امورِ جہاد کے مسئول و مامور تھے، امیر المؤمنین تھے، امیر الجہاد تھے تو وہ کئی اعتبارات سے اس نمازی کی طرح ہوتے تھے جیسے کوئی دشمن کو دیکھتے ہوئے نماز خوف پڑھتا ہو۔ اس میں قتال کی حالت بھی ہوتی ہے اور غیر قتال کی بھی۔ اور اس کیفیت میں آدمی بہر حال نماز کا مامور ہے اور جہاد کا بھی، تو اسے حکم ہے کہ ایک ہی وقت میں جیسے بھی بن پڑے دونوں واجب ادا کرے، اور اللہ

❶ مصنف عبدالرزاق، الصلاۃ، حدیث: 3463.

تعالیٰ کا بھی فرمان ہے: ﴿إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (الانفال : 45/8) جب تمہارا کسی جماعت (کفار) سے مقابلہ ہو تو ثابت قدمی دکھاؤ اور اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔"

اور ظاہر ہے کہ بحالتِ قتال و جہاد انسان کا اطمینان اس طرح کا نہیں ہو سکتا جو حالت امن میں ہوتا ہے۔ اگر بالفرض یہ سمجھ بھی لیا جائے کہ اس سے نماز میں نقص آتا ہے تو یہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جیسے صحابی کے کمالِ ایمان اور کمالِ طاعت میں کوئی عیب نہیں ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ایامِ امن کے مقابلے میں نمازِ خوف میں بہت سی تخفیف رکھی گئی ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے نمازِ خوف کی تعلیمات کے بعد فرمایا ہے:

﴿فَإِذَا اطْمَأْنَنتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ ۚ إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا ﴿١٠٣﴾﴾ (النساء : 103/4)

"جب تمہیں اطمینان حاصل ہو جائے تو نماز (معمول و معروف طریقے سے) قائم کرو، بلاشبہ نماز اہل ایمان پر اپنے وقت پر فرض کی گئی ہے۔"

حالتِ امن میں اقامتِ نماز کی جو کیفیت مطلوب ہے، حالتِ خوف میں اس کا حکم و مطالبہ نہیں ہے۔ اس کے باوجود لوگوں اس معاملے میں مختلف درجات ہیں۔ جب کوئی قوی الایمان ہوگا تو وہ نماز میں دل و جان سے حاضر ہوگا۔ نماز کے تمام امور میں تدبر و تفکر کرتا ہوگا۔ اور پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی تو شخصیت ایسی ہے کہ اللہ نے حق کو ان کی زبان اور دل پر جاری فرما دیا تھا اور وہ ایک مُحدَّث اور مُلہَم شخصیت بھی تھے۔ [1]

---

[1] نہایہ ابن الاثیر میں اس کی شرح یوں ہے کہ ((قَدْ كَانَ فِي الْأُمَمِ مُحَدَّثُونَ فَإِنْ يَكُنْ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ فَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ)) سابقہ امتوں میں مُحدَّث (الہامی) لوگ ہوتے تھے، اگر میری امت میں کوئی ہے تو وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔" ⇦⇦

ان کے بارے اس قسم کی باتیں کوئی عیب نہیں ہوسکتیں۔ عین ممکن ہے کہ انہیں نماز کے دوران تدبیرِ لشکر کے ساتھ ساتھ حضوریٔ نماز کا مقام و مرتبہ بھی حاصل ہو، جو دوسروں کو حاصل نہیں ہوسکتا۔ لیکن پھر بھی اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان خیالات کے بغیر آپ کا حضور یقیناً بہت زیادہ قوی ہوتا تھا۔

اور اس میں بھی شک نہیں کہ حالتِ امن و اطمینان میں رسول اللہ ﷺ کی نماز حالتِ خوف کی نماز کے مقابلہ میں ظاہری افعال کے اعتبار سے بہت زیادہ کامل ہوتی تھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے حالت خوف میں بعض ظاہری واجبات معاف فرما دیئے ہیں تو باطنی معاملات کا کیا حال ہوگا......! یقیناً وہ بھی معاف ہی ہوں گے!

مختصراً یہ کہ نمازی کے وہ تفکرات جن کا تعلق واجبی امور سے ہو پھر ان واجبات کے لیے وقت بھی تنگ ہو تو یہ ایسے (تفکرات) کی مانند نہیں ہو سکتے جو واجب نہیں، یا ان کے لیے وقت کی کوئی تنگی نہ ہو، ممکن ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے لیے اپنے لشکر کی تدبیر اسی حالت میں ممکن ہوتی ہو، کیوں کہ آپ رضی اللہ عنہ امت کے امام تھے اور انہیں بے شمار قسم کے خیالات و تفکرات کا سامنا رہتا تھا۔

اور اسی طرح کی کوئی صورت ہر شخص کو اپنے مقام و مرتبہ کے لحاظ سے پیش آسکتی ہے۔ اور انسان بسا اوقات نماز میں وہ چیزیں سوچتا ہے (یا اسے یاد آجاتی ہیں) جو وہ خارج از نماز میں نہیں سوچتا۔ اور ان میں سے بعض وہ بھی ہوتی ہیں جو شیطان کی طرف سے آتی ہیں۔

سلف وصالحین میں سے کسی بزرگ کے متعلق آتا ہے کہ کسی نے ان سے پوچھا

---

⇐ اس کی شرح یہ ہے کہ وہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جنہیں الہام ہوتا ہے۔ ملہم وہ ہوتا ہے جس کے دل میں کوئی (خیر کی بات) ڈال دی جاتی ہے تو پھر وہ اپنی فراست و ذکاوت سے اسے بیان کرتا ہے۔ اور یہ ایک خاص صفت ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے خاص چنیدہ بندوں ہی کو عطا کرتا ہے۔ گویا انہیں کوئی بات بتائی گئی ہوتی ہے تو وہ بیان کردیتے ہیں۔

کہ میں اپنا مال کہیں دفن کر کے بھول گیا ہوں، معلوم نہیں کہاں دفن کیا ہے؟ انہوں نے کہا: ''اٹھ کر نماز پڑھو۔'' چنانچہ اس نے نماز پڑھی تو وہ جگہ اسے یاد آ گئی۔ اس بزرگ سے پوچھا گیا کہ آپ نے اسے یہ تدبیر کیونکر بتائی؟ تو انہوں نے کہا: ''مجھے علم تھا کہ شیطان اسے نماز میں نہیں چھوڑے گا۔ حتیٰ کہ اسے وہ جگہ یاد آ جائے گی جس سے کہ وہ نماز سے غافل اور مشغول ہو جائے اور اس آدمی کے لیے اس دفن شدہ مال کی جگہ کی یاد سے بڑھ کر اور کوئی بات زیادہ اہم نہ تھی۔'' بہر حال ایک دانا آدمی کوشش کرتا ہے کہ اسے نماز میں حضورِ کامل حاصل رہے اور ساتھ ساتھ باقی مامورات بھی وہ کامل طور پر ادا کرے۔''[1]

## (۱۵) اسلاف کی نمازیں:

❀:...... صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین اور بعض دیگر سلف کے احوال کا مطالعہ ہمیں شوق دلاتا ہے کہ ہم بھی ان کی اقتدا کریں اور اپنی نمازوں میں خشوع پیدا کریں۔ ان میں سے بعض کی حالت یہ ہوتی تھی کہ اگر تم اسے دیکھ لیتے کہ وہ نماز کے لیے اٹھا ہے اور اپنی محراب میں کھڑا ہوا ہے اور اپنے رب سے ہم کلام ہونے لگا ہے تو اس کے دل پر یہ خیال غالب آ جاتا تھا کہ یہی وہ عظیم مقام ہے جب لوگ اپنے پالنہار (رب العالمین) کے سامنے کھڑے ہوں گے تو اس سے ان کا دل نکل نکل جاتا اور عقل کھو کھو جاتی تھی۔

❀:...... امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''وہ بزرگ جب نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے تو جب تک نماز میں ہوتے الرحمن اللہ جل و علا سے ہیبت کھاتے تھے کجا یہ کہ ان کی نظر کسی اور طرف اٹھے، اِدھر اُدھر دیکھے یا کنکریوں سے کھیلے یا کوئی فضول حرکت کرے یا اپنے دل میں دنیا کی کوئی بات سوچے الّا یہ کہ کوئی بھول ہو جاتی۔

❀:..... سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو معلوم ہوتا تھا کہ کوئی لکڑی گڑی ہوئی ہے۔ مسجد حرم میں نماز پڑھ رہے تھے، سجدے میں تھے کہ منجنیق کا گولا

---

[1] مجموع الفتاویٰ 61/22.

آیا اور ان کے کپڑوں کو بھی کچھ لگا مگر انہوں نے سجدے سے سر نہیں اٹھایا۔

❀:...... مسلمہ بن بشار رحمہ اللہ ایک بار مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے کہ مسجد کا ایک کونہ گر گیا، لوگ اٹھ بھاگے، مگر مسلمہ رحمہ اللہ نماز ہی میں رہے انہیں اس کی خبر ہی نہ ہوئی۔

❀:...... بعض کے متعلق یہاں تک آتا ہے کہ وہ ایسے ہوتے تھے جیسے کپڑوں کا کوئی ڈھیر ہو۔

❀:...... بعضوں کا رنگ فق ہو جاتا تھا کہ اب ہم ربّ العالمین کے حضور کھڑے ہونے والے ہیں۔

❀:...... بعض کو خبر ہی نہ ہوتی تھی کہ ان کے دائیں بائیں کون ہے......!

❀:...... کچھ کے متعلق یہ آتا ہے کہ وضو کرتے ہوئے ان کا رنگ زرد پڑ جاتا تھا، اس کے متعلق ان سے پوچھا گیا کہ آپ کا رنگ کیوں اڑ جاتا ہے؟ تو جواب دیا کہ، میں سمجھتا ہوں کہ میں اب اپنے اللہ کے سامنے کھڑا ہونے والا ہوں۔

❀:...... سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے کہ جب نماز کا وقت آجاتا تو ان پر لرزہ سا طاری ہو جاتا تھا، رنگ اڑ جاتا تھا۔ اس کا سبب دریافت کیا گیا؟ تو فرمایا: اللہ کی قسم! اللہ کی امانت ادا کرنے کا وقت آگیا ہے، وہ امانت جو زمین، آسمان اور پہاڑوں پر پیش کی گئی تو انہوں نے اس سے انکار کر دیا اور ڈر گئے (کہ کہیں کوئی کمی نہ رہ جائے) مگر انسان نے اسے اٹھالیا۔

❀:...... جناب سعید تنوخی رحمہ اللہ کے نماز کے دوران میں آنسو تھمتے ہی نہ تھے، ان کی داڑھی پر بہتے رہتے۔

❀:...... تابعین میں سے ایک بزرگ کے متعلق آتا ہے کہ نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو رنگ فق ہو گیا۔ اور کہا کرتے تھے، کیا معلوم بھی ہے کہ میں کس کے سامنے کھڑا ہوتا اور کسی سے مناجات کرتا ہوں؟ تم میں سے کون ہے جس کے دل میں اس طرح کی ہیبت ہو!

(بحوالہ...... سِلَاحُ الْيَقْظَانِ لِطَرْدِ الشَّيْطَانِ)

❀:...... عامر بن عبد القیس رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ رحمہ اللہ کو نماز کے دوران میں خیالات نہیں آتے؟ تو کہنے لگے: کیا بھلا نماز سے بڑھ کر بھی کوئی شے ہے جس کے متعلق میں سوچوں؟ ساتھیوں نے کہا: ''ہمیں تو نماز میں خیالات بہت آتے ہیں۔'' پوچھا: ''کیا جنت کے آتے ہیں یا حور وقصور کے؟'' انہوں نے کہا، نہیں یہ تو نہیں آتے، بلکہ گھر بار اور بال بچوں کے آتے ہیں۔ تو کہا: ''مجھے تو ان خیالات کی بجائے کوئی تیر گھونپ دے وہ زیادہ پسند ہے۔''

❀:...... سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ مجھ میں تین صفتیں ہیں خواہ کسی بھی حال میں ہوں تو میں میں ہی ہوتا ہوں (۱) جب میں نماز میں ہوتا ہوں تو اپنے جی سے باتیں نہیں کرتا سوائے نماز کے جس میں مشغول ہوتا ہوں (۲) جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث سنتا ہوں تو مجھے اس کے حق ہونے میں قطعاً کسی قسم کا شک شبہ نہیں ہوتا (۳) اور جب میں کسی جنازے میں ہوتا ہوں تو مجھے صرف ان ہی باتوں کا خیال آتا ہے جو وہ مردہ کہہ رہا ہوتا ہے یا جو اسے کہا جا رہا ہوتا ہے! [1]

❀:...... جناب حاتم رحمہ اللہ کے متعلق آتا ہے کہتے ہیں کہ میں اللہ کے حکم کے مطابق کھڑا ہوتا ہوں، خوف وخشیت کے ساتھ چلتا ہوں، ایک عزم ونیت کے ساتھ نماز شروع کرتا ہوں، عظمتِ الٰہی کے احساس سے تکبیر کہتا ہوں، ترتیل وتفکر سے قراءت کرتا ہوں، خشوع سے رکوع اور خضوع سے سجدہ کرتا ہوں، قرار سے بیٹھتا ہوں، نیت سے سلام پھیرتا ہوں، اور اخلاص سے اپنی نماز مکمل کرتا ہوں پھر بھی خوف اور اندیشہ رہتا ہے کہ نامعلوم قبول بھی ہوتی ہے یا نہیں......؟ اور پھر موت تک محنت سے اس کی حفاظت کرتا ہوں۔ (خشوع فی الصلاۃ)

❀:...... جناب ابو بکر الضبعی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہتے ہیں: ''کہ میں نے دو اماموں کو پایا ہے اگرچہ مجھے ان سے سماع کا شرف حاصل نہیں ہو سکا۔ یعنی ابو حاتم رازی رحمہ اللہ اور محمد بن نصر مروزی رحمہ اللہ۔ ابن نصر رحمہ اللہ سے بڑھ کر خوبصورت نماز پڑھنے والا میں نے کوئی نہیں پایا۔

[1] فتاویٰ ابن تیمیہ 605/22.

مجھے معلوم ہوا ہے کہ ایک بار ایک بھڑ ان کی پیشانی پر آ بیٹھی اور ڈنک مارا اتنا سخت کہ خون بہنے لگا مگر انہوں نے کوئی حرکت نہ کی۔ یہی بات ان کے متعلق محمد بن یعقوب اخرم رحمہ اللہ نے بیان کی ہے۔ ابن نصر نماز کے دوران میں اپنے کانوں سے مکھیاں تک نہ اڑاتے تھے، ہمیں ان کے اس خشوع، ہیبت اور حُسنِ نماز پر بڑا تعجب ہوتا تھا۔ ان کی ٹھوڑی ان کے سینے پر ہوتی تھی، لگتا تھا کہ کوئی لکڑی گڑی ہوئی ہو۔

❀:...... شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نماز میں داخل ہوتے تو ان کے اعضاء پر لرزہ سا طاری ہو جاتا اور دائیں بائیں حرکت کرتے تھے۔ (الکواکب الدریّہ)

ذرا اِن ائمہ و مشائخ اور اپنے احوال کا تقابل کیجیے کوئی اپنی گھڑی دیکھ رہا ہوتا ہے، کوئی اپنے کپڑے درست کر رہا ہوتا ہے، کوئی ناک کھجا رہا ہوتا ہے، کوئی بیچ رہا ہے، کوئی خرید رہا ہے اور نماز بھی پڑھے جا رہا ہے۔ کبھی پیسے گن رہا ہے تو کوئی جائے نماز کے بیل بوٹوں میں گم ہے تو کوئی چھت کی طرف ٹکٹکی لگائے ہوئے ہے اور کوئی ساتھ والے کے ساتھ تعارف میں لگا ہوا ہے!؟

کیا خیال ہے آپ کا اگر ان میں سے کسی کو کسی دنیا دار بادشاہ کے سامنے کھڑا ہونے کا موقع ملے تو کیا اسی طرح کرے گا جیسے اب یہ نماز میں کر رہا ہے؟

## (۱٦) نماز میں خشوعِ کامل کی فضیلت:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((مَا مِنِ امْرِءٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلَاةٌ مَكْتُوبَةٌ فَيُحْسِنُ وُضُوءَ هَا وَخُشُوعَهَا وَرُكُوعَهَا، إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوبِ مَالَمْ يُؤْتِ كَبِيرَةً وَذَلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهُ.)) [1]

”جس کسی مسلمان کے لیے فرض نماز کا وقت آ جائے اور پھر وہ اس کے لیے (سنت کے مطابق) خوبصورت وضو کرے اور اس کے لیے خشوع اور رکوع

[1] صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب فضل الوضوء والصلاة عقبه، ح: 228.

خوبصورت بنائے، تو وہ نماز اس کے پچھلے گناہوں کے لیے کفارہ بن جاتی ہے، جب تک کسی کبیرہ کا ارتکاب نہ کرے اور یہ اعزاز اسے ہمیشہ ہی حاصل رہتا ہے۔"

نماز کا اجر ہمیشہ خشوع اور حضوریٔ قلب کے مطابق ہی لکھا جاتا ہے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((إِنَّ الْعَبْدَ لَيُصَلِّي الصَّلَاةَ مَا يُكْتَبُ لَهُ مِنْهَا إِلَّا عُشْرُهَا، تُسُعُهَا، ثُمُنُهَا، سُبُعُهَا، سُدُسُهَا، خُمُسُهَا، رُبُعُهَا، ثُلُثُهَا، نِصْفُهَا.)) ❶

"بندہ نماز پڑھتا ہے مگر اس میں سے بندے کے لیے اس کا دسواں حصہ ہی لکھا جاتا ہے، یا نواں، آٹھواں، ساتواں، چھٹا، پانچواں، چوتھا، تیسرا حصہ یا آدھی نماز لکھی جاتی ہے۔"

اور نماز اتنی ہی ہوتی ہے جتنی کہ اس نے سوچ سمجھ کر پڑھی ہو، جیسے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، لَيْسَ لَكَ مِنْ صَلَاتِكَ إِلَّا مَا عَقَلْتَ مِنْهَا (تمہاری نماز بس اتنی ہی ہے جتنی تم نے عقل وشعور سے پڑھی ہو)۔ ❷

گناہ اور خطایا تبھی ختم ہوتے ہیں جب بندہ نماز کامل پڑھے اور خشوع اور عاجزی سے پڑھے۔ جیسے کہ حدیث نبوی ﷺ ہے:

((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا قَامَ يُصَلِّيْ أُتِيَ بِذُنُوبِهِ كُلِّهَا فَوُضِعَتْ عَلَى رَأْسِهِ وَعَاتِقَيْهِ فَكُلَّمَا رَكَعَ أَوْسَجَدَ تَسَاقَطَتْ عَنْهُ.)) ❸

---

❶ سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب ما جاء فی نقصان الصلاۃ، ح: 796۔ مسند احمد 319/4، 321، 264۔ صحیح ابن حبان (الاحسان) 210/5، ح: 889۔ اور حدیث حسن ہے۔

❷ مجموع الفتاویٰ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (5/2) مسئلہ (86).

❸ بیہقی سنن الکبریٰ 10/3. حدیث: 4697۔ سلسلۃ صحیحہ للالبانی: 387/3، حدیث: 1398.

"بندہ جب نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے گناہ اس کے سر اور دونوں کندھوں پر رکھ دیے جاتے ہیں تو جب بھی وہ رکوع کرتا یا سجدہ کرتا ہے تو اس کے گناہ اس سے گرتے اور جھڑتے چلے جاتے ہیں۔"

علامہ مناوی رحمہ اللہ اس کی شرح میں کہتے ہیں:

"مراد یہ ہے کہ جب بندہ نماز کا ایک رکن پورا کر لیتا ہے تو اس سے گناہوں کا ایک حصہ گر جاتا ہے، حتی کہ جب وہ نماز کامل طور پر ادا کر لیتا ہے تو گناہ بھی کامل طور پر گر چکے ہوتے ہیں اور یہ خوشخبری اس نماز کے متعلق ہے جو کامل شرطوں سے ادا کی گئی ہو، جب اس کے ارکان اور خشوع کامل ہوں جیسے کہ حدیث کے الفاظ "العبد" (یعنی وہ بندہ جو بندگی میں کامل ہو) اور "القیام" (کامل قیام) میں اشارہ ہے کہ وہ بادشاہوں کے بادشاہ کے سامنے عاجز و ذلیل بن کر کھڑا ہو۔" [1]

## نماز میں کامل خشوع کرنے والا:

نماز میں کامل خشوع کرنے والا جب اپنی نماز سے فارغ ہوتا ہے تو اپنی طبیعت میں ایک طرح کا ہلکا پن محسوس کرتا ہے۔ اسے لگتا ہے گویا کچھ بوجھ تھے جو اس کے کندھوں سے اتر گئے ہیں، چنانچہ وہ بڑی فرحت، راحت اور سکون محسوس کرتا ہے اور اس کی تمنا ہوتی ہے کہ کاش یہ عمل جاری رہتا اور میں اس سے نکلا نہ ہوتا۔ کیونکہ نماز بندے کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک اور روح کا چین و قرار ہوتی ہے۔ دل کی جنت اور دنیا سے راحت کا عمل ہوتی ہے۔ تو بندہ جب تک دوبارہ اس میں داخل نہیں ہو جاتا محسوس کرتا ہے گویا قید اور تنگی میں ہے تو اسے نماز پڑھنے سے ہی راحت ملتی ہے نہ کہ نماز سے چھٹکارے کی فکر سے۔ اللہ سے محبت کرنے والے تو ہمیشہ ایسے ہی کہتے ہیں کاش ہم اور نماز پڑھیں اور اس کے ذریعے ہمیں چین و راحت حاصل ہو۔ جیسے کہ ان کے امام و قائد سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے کہا کرتے تھے ((یَا بِلَالُ أَرِحْنَا بِالصَّلَاةِ)) (بلال رضی اللہ عنہ اذان کہو، نماز پڑھیں" اس سے ہمیں سکون پہنچاؤ۔

[1] فیض القدیر 368/2.

آپ ﷺ کا ایک فرمان یوں بھی ہے:

((وجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ)) ❶

''میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔''

جس کی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہو اسے اور کہاں چین و قرار آ سکتا ہے، اسے اس کے علاوہ کہاں صبر مل سکتا ہے......؟

## (۱۷) حسب مواقع دعا کرنا بالخصوص سجدے میں:

بلاشبہ اللہ عزوجل کے ساتھ مناجات اور اس کے سامنے عجز و نیاز کا اظہار اور اپنی دعاؤں اور حاجتوں کا اس کے حضور پیش کرنا اور اس کے سامنے زاری، ایسے اعمال ہیں جن سے بندے کا اپنے رب سے تعلق بہت مضبوط ہو جاتا ہے بلکہ اس سے خشوع میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور دعا تو اصل عبادت ہے اور بندہ اپنے رب سے دعا کرنے کا پابند بھی ہے، فرمایا:

﴿ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً﴾ (الاعراف : 55/7)

''لوگو! اپنے پروردگار سے عاجزی اور چپکے چپکے دعائیں کیا کرو۔''

اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنْ لَمْ يَسْأَلِ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ)) ❷

''جو اللہ سے مانگتا نہیں ہے اللہ اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔''

اور رسول اللہ ﷺ سے نماز کے دوران میں کئی مقامات پر دعائیں کرنا ثابت ہے۔ مثلاً سجدوں میں، دونوں سجدوں کے درمیان، تشہد کے بعد وغیرہ۔ اور ان سب مقامات میں سے سجدہ سب سے افضل مقام ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

---

❶ صحيح البخاری، عشرة النسآء، حديث: 3940 .

❷ سنن الترمذی، كتاب الدعوات، باب 126، ح : 3566۔ جبکہ بندوں سے مانگا جائے تو وہ ناراض ہوتے ہیں۔

((أَقْرَبُ مَايَكُوْنُ الْعَبْدُ مِن رَّبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ فَاكْثِرُوْا الدُّعَاءَ)) ❶

''بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب سجدے کی حالت میں ہوتا ہے تو اس میں بہت زیادہ دعا کیا کرو۔''

ایک اور حدیث میں ہے:

((أَمَّا السُّجُوْدُ فَاجْتَهِدُوْا فِي الدُّعَاءِ فَقَمِنٌ أَنْ يُسْتَجَابَ لَكُمْ)) ❷

''سجدے کی حالت میں بہت زیادہ دعا کی کوشش کیا کرو، یہ قبولیت کے زیادہ لائق ہوتی ہے۔''

آپ ﷺ کے سجدوں کی دعاؤں میں سے کچھ یہ ہیں:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي ذَنْبِي دِقَّهٗ وَجِلَّهٗ وَاَوَّلَهٗ وَآخِرَهٗ وَعَلَانِيَتَهٗ وَسِرَّهٗ)) ❸

''اے اللہ......! میرے چھوٹے گناہ معاف فرما دے، بڑے نمایاں گناہ معاف فرما دے، پہلے والے اور بعد والے، ظاہر اور پوشیدہ بھی۔''

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي مَاأَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ)) ❹

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب ما یقال فی الرکوع والسجود، ح: 482۔ سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب فی الدعاء فی الرکوع والسجود، ح: 875۔ سنن النسائی، کتاب الصلاة، باب اقرب ما یکون العبد من اللہ عزوجل، ح: 1136.

❷ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب النهی عن قراءة القرآن فی الرکوع والسجود، ح: 479۔ سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب فی الدعاء فی الرکوع والسجود، ح: 876.

❸ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب ما یقال فی الرکوع والسجود، ح: 483۔ سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة باب فی الدعاء والرکوع والسجود، ح: 878.

❹ سنن النسائی، کتاب التطبیق، باب 66، ح: 1123/1124۔ تحقیق سنن النسائی میں علامہ البانی نے حدیث کو صحیح کہا ہے۔ ح: 1076.

"اے اللہ......! میرے چھپے گناہ معاف کر دے اور وہ بھی جو میں نے کھلے طور پر کیے۔"

اور دو سجدوں کے درمیان کی دعائیں پیچھے گزر چکی ہیں۔ آپ ﷺ تشہد کے بعد جو دعائیں کیا کرتے تھے، وہ ہمیں بھی سکھائی ہیں، فرمایا:

((إِذَا فَرَغَ أَحَدُكُمْ مِنَ التَّشَهُّدِ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْ أَرْبَعٍ: مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ)) ❶

"جب تم میں سے کوئی (نماز میں) تشہد سے فارغ ہو جائے تو چاہیے کہ چار باتوں سے اللہ کی پناہ طلب کرے، جہنم کے عذاب سے، عذابِ قبر سے، زندگی اور موت کے فتنے سے اور مسیح دجال کے شر سے۔"

((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَالَمْ أَعْمَلْ)) ❷

"اے اللہ......! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس عمل کے شر اور نحوست سے جو میں نے کیا اور اس کے شر سے بھی جو میں نے نہیں کیا۔"

((اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنِي حِسَابًا يَسِيْرًا)) ❸

"اے اللہ......! میرا حساب آسان لینا۔"

اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ دعا سکھائی کہ وہ یہ پڑھا کریں:

---

❶ صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب ما يستعاذ منه في الصلاة، ح : 588- سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب ما يقول بعد التشهد، ح : 893.

❷ صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب التعوذ من شر ما عمل...... الخ 2716- سنن ابی داؤد، كتاب الصلاة، باب في الاستعاذة، ح : 1550.

❸ (صحيح) موسوعه مسند أحمد: 260/40، حديث: 24215.

((اَللّٰهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ)) ❶

''اے اللہ......! میں نے اپنی جان پر بہت زیادہ ظلم کیے ہیں اور گناہوں کو تو بس تو ہی بخش سکتا ہے، تو مجھے اپنی عنایت سے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما بلاشبہ تو بہت ہی زیادہ پردہ پوش اور بہت زیادہ رحم کرنے والا ہے۔''

اسی طرح آپ ﷺ نے ایک شخص کو سنا جو اپنے تشہد میں دعا کر رہا تھا:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ يَا اللّٰهُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ أَنْ تَغْفِرَ لِي ذُنُوبِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ)) ❷

''اے اللہ......! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے اللہ، اے بے نیاز، جس نے نہ جنا ہے اور نہ جنا گیا ہے اور کوئی بھی اس کی برابری کرنے والا نہیں ہے، یہ کہ میرے گناہ بخش دے، بلاشبہ تو بہت زیادہ پردہ پوش اور بے انتہا رحم کرنے والا ہے۔''

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''قَدْ غُفِرَ لَهُ، قَدْ غُفِرَ لَهُ'' تحقیق اسے بخش دیا گیا، بخش دیا گیا۔ آپ ﷺ نے ایک اور شخص کو سنا جو اپنے تشہد میں کہہ رہا تھا:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدَ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ، اَلْمَنَّانُ يَا بَدِيعَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ، يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ، إِنِّي أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَأَعُوذُبِكَ مِنَ

---

❶ صحيح البخاری، كتاب صفة الصلاة، باب الدعاء قبل السلام، ح: 799- صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب استحباب خفض الصوت بالذكر.

❷ سنن ابی داؤد، كتاب الصلاة، باب ما يقول بعد التشهد، ح: 985- سنن النسائی، كتاب السهو، باب 58- علامہ البانی نے ''تحقیق ابی داؤد'' میں حدیث کو صحیح کہا ہے۔

النَّارِ)) ❶

''اے اللہ......! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس لیے کہ تیری ہی حمد ہے، تجھ ایک اکیلے کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں، تیرا کوئی شریک و ساجھی نہیں ہے، تو سب سے بڑھ کر احسان کرنے والا ہے، اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے اے بزرگی اور سخاوالے اے ہمیشہ سے زندہ، قائم اور سنبھالنے والے! میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور دوزخ سے پناہ چاہتا ہوں۔''

تو نبی ﷺ نے اپنے اصحاب ﷡ سے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو اس نے کیا دعا کی ہے؟ صحابہ ﷡ نے کہا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قسم اس ذات کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے، اس نے اللہ سے اس اسم اعظم کے ساتھ دعا کی ہے کہ جس کے ذریعے سے دعا کی جائے تو وہ ضرور قبول کرتا ہے، جب اس سے مانگا جائے تو وہ عطا فرماتا ہے۔''

اسی طرح آپ ﷺ تشہد اور سلام کے مابین آخر میں یہ دعا کیا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ مَاقَدَّمْتُ وَمَاأَخَّرْتُ ، وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ ، وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ ، لَاإِلٰهَ إِلَّا اَنْتَ)) ❷

''اے اللہ......! میرے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دے جو میں نے چھپ کے

❶ سنن ابی داؤد، كتاب الصلاة، باب الدعاء، ح: 1495- سنن النسائی، كتاب السهو، باب الدعاء بعد الذكر، ح: 1299- علامہ البانی نے حدیث کو صحیح کہا ہے۔ ملاحظہ ہو: صحیح سنن ابی داؤد، ح: 1326.

❷ صحيح البخاری، كتاب الدعوات، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللّٰھم اغفرلی...... الخ، ح: 6036/6035- صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء والتوبة، باب التعوذ من شر ما عمل، ح: 2719.

کیے، جو ظاہر میں ہوئے اور جن میں میں حد سے بڑھ گیا اور وہ سب جو تو مجھ سے بڑھ کر جانتا ہے، تو ہی آگے بڑھانے والا اور پیچھے چھوڑنے والا ہے۔ تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں۔"

یہ اور اس طرح کی دعاؤں کے حفظ کر لینے میں اس مشکل کا علاج اور حل ہے کہ بعض لوگ تشہد کے بعد امام کے پیچھے خاموش بیٹھے رہتے ہیں، وہ جانتے ہی نہیں ہوتے کہ کیا کچھ پڑھیں؟

## (۱۸) نماز کے بعد اذکار:

نماز کے بعد کے اذکار دل میں خشوع کا اثر اور نماز کی برکات باقی رکھنے کا بہترین عمل ہیں اور یقیناً پہلی طاعت کو محفوظ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کے بعد دوسری طاعت کی جائے۔ تو اسی قاعدے کی بنیاد پر نماز کے بعد کے اذکار پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کی ابتدا تین بار "استغفِرُ اللّٰہ" کہنے سے ہوتی ہے۔ گویا نمازی اپنے اللہ سے معافی مانگ رہا ہوتا ہے کہ اے اللہ! میری نماز اور میرے خشوع وخضوع میں جو کوئی خلل آیا ہے یا کوئی کمی رہ گئی ہے تو وہ معاف فرمادے۔

اسی طرح ضروری ہے کہ فرائض سے پہلے اور بعد کی سنن اور نوافل کا خاص اہتمام کیا جائے کیونکہ ان سے فرائض اور ان میں خشوع کی کمی کمزوری کا ازالہ ہوتا ہے۔

مذکورہ بالا اسباب خشوع کے بعد اب ہم کچھ دوسرے امور کا تذکرہ کرتے ہیں۔

# خشوع ختم کرنے والے کام اور ان سے بچاؤ

## (۱۹) جائے نماز کے نقش و نگار:

نمازی کے مصلیٰ یا اس کے سامنے اگر کوئی ایسے نقش و نگار ہوں جو اس کی توجہ کے لیے کشش کا باعث ہوں اور اسے اپنی طرف الجھاتے ہوں تو ضروری ہے کہ نمازی ان چیزوں کو وہاں سے ہٹا دے۔ (یا نماز ہی ایسی جگہ پڑھے جہاں ایسی چیزیں نہ ہوں۔)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک منقش پردہ تھا جس سے انہوں نے اپنے گھر کی ایک جانب پردہ کیا ہوا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

((أَمِيطِي عَنِّي فَإِنَّهُ لَا تَزَالُ تَصَاوِيرُهُ تَعْرِضُ لِي فِي صَلَاتِي)) ❶

"عائشہ رضی اللہ عنہا! اپنا یہ پردہ میرے آگے سے ہٹا دو، اس کی تصویریں نماز کے دوران میں میرے آگے آتی رہی ہیں۔"

ام المومنین رضی اللہ عنہا کے بھتیجے جناب قاسم بن محمد بن ابی بکر رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ دراصل گھر میں ان کی چھوٹی سی کوٹھڑی کے آگے ایک منقش پردہ ڈالا گیا تھا اور آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم وہاں اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ہٹا دینے کا حکم صادر فرمایا۔ چنانچہ سیدہ رضی اللہ عنہا نے اسے ہٹا کر اس کے تکیے بنا لیے۔ ❷

---

❶ صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ فی ثیاب، باب ان صلی فی ثوب مصلب او تصاویر ...... الخ، ح: 367۔ مسند احمد: 151/3۔

❷ صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب 26، ح: 2107۔ سنن النسائی، کتاب القبلۃ، باب الصلاۃ الیٰ ثوب فیه تصاویر۔ مسند احمد: 112/6۔

اسی مفہوم میں یہ روایت بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب کعبہ میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ اس میں اس مینڈھے کے سینگ رکھے ہیں (جو سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے قربان کیا تھا) تو جب نماز پڑھ چکے تو عثمان حجبی سے فرمایا جو کعبہ کے چابی بردار تھے:

((اِنِّـی نَسِیْـتُ أَنْ آمُـرَكَ أَنْ تُـخَمِّرَ الْقَرْنَیْنِ فَإِنَّهُ لَیْسَ یَنْبَغِی أَنْ یَكُوْنَ فِی الْبَیْتِ شَیئٌ یُشْغِلُ الْمُصَلِّی)) ❶

''میں بھول گیا کہ تجھے کہوں کہ ان سینگوں کو ڈھانپ دو۔ بیت اللہ میں کوئی ایسی چیز نہیں ہونی چاہیے جو نمازی کو مشغول کر دے۔''

اور اس میں یہ چیز بھی ہے کہ نمازی ایسی جگہ میں نماز پڑھنے سے احتراز کرے جہاں سے لوگ گزرتے ہوں، یا شور کرتے یا جہاں آدمی بیٹھے اپنی باتیں کر رہے ہوں یا ایسی مجلس ہو جہاں لغو ولغط ہو یا نظر کے لیے پر کشش ہو۔

اسی طرح آدمی خیال کرے کہ اگر ممکن ہو تو ایسی جگہ نماز نہ پڑھے جہاں سخت سردی یا سخت گرمی ہو۔

آپ ﷺ نے اسی لیے تلقین فرمائی ہے کہ گرمیوں میں نمازِ ظہر قدرے ٹھنڈے وقت میں پڑھی جائے۔ علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''سخت گرمی آدمی کے لیے نماز میں خشوع اور حضوریٔ قلب سے رکاوٹ بنتی ہے۔ ایسی حالت میں بندہ بڑی کراہت اور بے چینی سے نماز پڑھتا ہے۔ اسی لیے آپ ﷺ نے نماز کچھ مؤخر کرنے کا فرما دیا ہے تا کہ گرمی کی شدت کچھ کم ہو جائے، اس کے بعد بندہ حاضر دلی کے ساتھ نماز پڑھنے والا بنے اور نماز کا اصل مقصد خشوع اور اللہ عزوجل کی طرف توجہ کا فائدہ حاصل ہو۔'' ❷

---

❶ سنن ابی داؤد، كتاب المناسك، باب فی الحجر، ح: 2030۔ علامہ البانی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ صحیح سنن ابی داؤد، ح: 1786.

❷ الوابل الصیب، ص: 22، ط: دار البیان.

## (۲۰) کپڑے جن میں نقش و نگار، عبارات اور تصویریں ہوں:

اس بارے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ:

((قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ يُصَلِّي فِي خَمِيصَةٍ ذَاتِ أَعْلَامٍ فَنَظَرَ إِلَى عَلَمِهَا فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ قَالَ: اِذْهَبُوا بِهٰذِهِ الْخَمِيصَةِ إِلَى أَبِي جَهْمِ بْنِ حُذَيْفَةَ وَأْتُونِي بِأَنبِجَانِيَةٍ، فَإِنَّهَا أَلْهَتْنِي آنِفًا عَنْ صَلَاتِي)) ❶

"نبی ﷺ ایک منقش کپڑے میں جس میں کچھ تصویریں تھیں، نماز پڑھنے لگے، (نماز کے دوران میں) آپ ﷺ کی نظر اس کے نقوش پر پڑی تو نماز کے بعد فرمایا: میرا یہ منقش کپڑا ابوجہم بن حذیفہ کے پاس لے جاؤ (جو کپڑوں کا تاجر تھا) اور ایک انبجانی صاف کپڑا لے آؤ۔ اِس نے تو مجھے ابھی نماز میں مشغول کیے رکھا ہے۔"

سب سے زیادہ اولیٰ بات یہی ہے کہ آدمی ایسے کپڑوں میں نماز نہ پڑھے جن میں تصویریں ہوں بالخصوص جان دار اشیاء کی۔ جیسے کہ آج کل عام چلن ہے۔

## (۲۱) کھانا اگر تیار اور حاضر ہو:

اس حالت میں بھی نماز پڑھنے سے احتراز کرنا چاہیے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک ہے:

((لَا صَلَاةَ بِحَضْرَةِ طَعَامٍ)) ❷

"جب کھانا حاضر ہو تو کوئی نماز نہیں۔"

---

❶ صحيح البخاري، كتاب الصلاة في الثياب، باب اذا صلى في ثوب له اعلام، ح: 366۔ صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب كراهة الصلاة في ثوب له اعلام، ح: 556.

❷ مسلم، كتاب المساجد، باب كرهة الصلاة، بحضرة الطعام، حديث: 1246.

جب کھانا حاضر ہو، دسترخوان پر چن دیا گیا ہو یا پیش کر دیا گیا ہو تو چاہیے کہ آدمی پہلے کھانا کھالے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ اگر آدمی یہ کھانا نہیں کھائے گا تو نماز میں اس کا دل نہیں لگے گا۔ دل تو کھانے ہی کی طرف اٹکا ہوا ہوگا۔ بلکہ چاہیے کہ کھانے میں بھی جلدی نہ مچائے بلکہ تسلی سے اپنی ضرورت کے مطابق کھائے پھر نماز کے لیے جائے۔ کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

((اِذَا قُرِّبَ الْعَشَاءُ وَ حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَأُوْا بِهٖ قَبْلَ أَنْ تُصَلُّوْا صَلَاةَ الْمَغْرِبِ، وَلَا تَعْجَلُوْا عَنْ عَشَائِكُمْ)) [1]

”جب رات کا کھانا پیش کر دیا جائے اور نماز کا وقت بھی ہو تو مغرب کی نماز پڑھنے سے پہلے کھانا کھالو، اور کھانے میں جلدی نہ کرو۔“

اوراس معنی میں کئی احادیث وارد ہیں۔

## (۲۲) بول و براز کو روک کر نماز پڑھنا:

بلاشبہ یہ ایک حقیقت ہے کہ جب آدمی کو بیت الخلا جانے کی ضرورت ہو تو یہ کیفیت انسان کی نماز میں خشوع کے لیے بہت بڑی رکاوٹ ہوتی ہے۔ اس لیے آپ ﷺ نے اس حالت میں نماز سے منع فرمایا ہے:

((نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّصَلِّيَ الرَّجُلُ وَهُوَ حَاقِنٌ)) [2]

”آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ آدمی پیشاب روکے ہوئے نماز پڑھے۔“

”حاقن“ اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنے پیشاب کو روکے ہوئے اور براز روکنے والے کو

---

[1] متفق علیه . بخاری، الاذان، حدیث: 672، مسلم، المساجد، حدیث: 1241.
رمضان میں افطاری کے وقت بالعموم ایسی ہی صورت حال ہوتی ہے۔ اس لیے کھانے کا مناسب وقفہ دیا جانا چاہیے۔

[2] سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، باب ما جاء في النهي للحاقن ان يصلي، ح: 617۔
علامہ البانی نے صحیح ابن ماجہ میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

"عاقب" کہتے ہیں۔

تو اس ضرورت کے تحت آدمی پہلے بیت الخلا جائے خواہ جماعت جاتی ہو تو جائے کیونکہ آپ ﷺ کا صریح فرمان ہے:

((إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَذْهَبَ الْخَلَاءَ قَامَتِ الصَّلَاةُ فَلْيَبْدَأْ بِالْخَلَاءِ)) ❶

"جب تم میں سے کسی نے خلا کے لیے جانا ہو، اور ادھر نماز قائم ہو رہی ہو تو چاہیے کہ پہلے فارغ ہو آئے۔"

بلکہ دوران نماز میں بھی اگر یہ کیفیت ہو جائے تو چاہیے کہ نماز چھوڑ دے اور فارغ ہو کر وضو کر کے آئے اور پھر اپنی نماز پڑھے۔ کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان یہی ہے کہ:

((لَا صَلَاةَ بِحَضْرَةِ طَعَامٍ وَلَا هُوَ يُدَافِعُهُ الْأَخْبَثَانِ)) ❷

"کھانا حاضر ہو یا آدمی دو خباثتوں کو روک رہا ہو تو نماز نہیں۔"

طبیعت کا یہ فطری و طبعی دباؤ اور روک یقیناً آدمی کے لیے "خشوع فی الصلاۃ" کے منافی ہے۔ اور یہی مسئلہ ہے ریاح (ہوا) کے روکنے کا۔

## (۲۳) نیند کا غلبہ:

آدمی پر نیند کا غلبہ ہو اور اونگھ پر اونگھ آ رہی ہو تو بھی اس صورت میں نماز نہیں ہوتی۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَنَمْ حَتَّى يَعْلَمَ مَا يَقُولُ)) ❸

---

❶ سنن ابی داؤد، کتاب الطهارة، باب أيصلي الرجل وهو حاقن، ح: 88۔ سنن الترمذی، کتاب الطهارة، باب 108۔ امام ترمذی نے حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔

❷ صحيح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب كراهة الصلاة بحضرة الطعام، ح: 560۔ سنن ابی داؤد، کتاب الطهارة، باب أيصلي الرجل وهو حاقن، ح: 81.

❸ صحيح البخاری، کتاب الوضوء، باب الوضوء من النوم، ح: 209۔ صحيح مسلم، ح: 786.

''جب تم میں سے کسی کو نماز میں اونگھ آ رہی ہو تو اسے سو جانا چاہیے حتیٰ کہ جاننے لگے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے......؟ کیا بول رہا ہے؟''

اور اس کا سبب بھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیان میں آ گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ يُصَلِّي فَلْيَرْقُدْ، حَتَّى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلَّى وَهُوَ نَاعِسٌ لَا يَدْرِي لَعَلَّهُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبَّ نَفْسَهُ)) ❶

''نماز کے دوران میں جب کسی پر اونگھ (غالب ہو) تو اسے چاہیے کہ وہ سو جائے، اگر غلبۂ نیند حالت میں نماز پڑھے گا تو اسے خبر ہی نہیں ہوگی کہ اپنے لیے استغفار کی بجائے کہیں گالیاں ہی نہ دیتا رہے۔'' ❷

اور ایسے بالعموم قیام اللیل اور تہجد کے وقت میں ہوتا ہے یا کوئی اور استجابت وقبولیت کا وقت ہو اور بندہ اپنی زبان سے اپنے خلاف بددعائیں کر رہا ہو اور اسے ہوش ہی نہ ہو۔ اور یہ حدیث فرض نمازوں کے لیے بھی ہو سکتی ہے بشرطیکہ اسے یقین ہو کہ نیند کر لینے بعد اس نماز کا وقت باقی ہوگا۔ ❸

---

❶ بخاري حديث 212.

❷ اس حدیث کی شرح میں ائمہ نے لکھا ہے کہ بندہ کہنا چاہے گا " اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ " (اے اللہ......! مجھے بخش دے، معاف کر دے) اور اونگھ اور غفلت میں یہی لفظ یوں ادا کر دے "اَللّٰهُمَّ اَعْفِرْلِي " (عین مہملہ کے ساتھ) تو مفہوم ہوگا ''اے اللہ! مجھے خاک آلود کر دے''۔ اور پھر قبولیت کا وقت بھی ہو تو...؟ (مترجم)

❸ راقم مترجم عرض کرتا ہے کہ یہ حدیث مبارک ہمارے آزاد منش نوجوانوں کے لیے فرضوں سے غفلت کی دلیل نہیں بن سکتی۔ کیونکہ فرائض درحقیقت نیند کے اوقات میں ہیں ہی نہیں۔ اگر کوئی شخص اپنے معمولات کو غلط بنا لے اور فرض نمازوں سے نیند کو عذر بنائے تو وہ مجرم ہوگا۔ یہ رعایت صرف طبعی وفطری نیند کے اوقات تہجد وغیرہ کے لیے ہے۔ ہاں فی الواقع کبھی سفر، بیماری یا دوا وغیرہ کے عذر سے رعایت ہو سکتی ہے۔ پھر بھی چاہیے کہ آدمی اپنے کسی عزیز کو پابند کرے کہ وہ اسے نماز کے لیے جگا دے، اٹھا دے۔ البتہ ہلکی پھلکی اونگھ ہو تو فرضوں میں اسے بہانہ نہ بنایا جائے۔ جیسے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ اس ⇦⇦

## (۲۴) باتوں میں مشغول یا سوتے آدمی کے پیچھے نماز:

نمازی کو اس بات سے بھی احتیاط چاہیے کہ کسی سوتے آدمی کے پیچھے نماز پڑھے یا اس کے آگے ایسے لوگ بیٹھے ہوں جو اپنی باتوں میں مشغول ہوں کیونکہ وہ اپنی باتوں سے اس نمازی کو الجھائیں گے یا سونے والے کی بھی کوئی ناپسندیدہ کیفیت ہو سکتی ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

((لَا تُصَلُّوْا خَلْفَ النَّائِمِ وَلَا الْمُتَحَدِّثِ)) ❶

''سوتے آدمی یا باتوں میں مشغول کے پیچھے نماز مت پڑھو۔''

شارح ابوداؤد علامہ خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس عمل کو امام شافعی اور احمد بن حنبل رحمہ اللہ مکروہ جانتے ہیں کہ بندہ کسی ایسے اشخاص کے پیچھے نماز پڑھنے لگے جو اپنی ہی باتوں میں ہوں، کیونکہ انکی باتیں اس نمازی کو الجھائیں گی۔ مگر سوتے ہوئے کے پیچھے کے مسئلہ میں دلائل کئی علماء کے نزدیک کمزور ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ کی صحیح میں ایک باب کا عنوان ہے ''بَابُ الصَّلَاةِ خَلْفَ النَّائِمِ'' اور دلیل میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پیش کی ہے کہ:

((كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَأَنَا رَاقِدَةٌ مُعْتَرِضَةٌ عَلٰى فِرَاشِهٖ)) ❷

⇦ ⇦ رات جب میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاں رات گزاری اور آپ ﷺ کے ساتھ تہجد پڑھی تھی تو فجعلت اذا اغفيت أخذ بشحمة أذني . ''اس دوران میں جب مجھے کوئی اونگھ آنے لگتی تو آپ ﷺ میرے کان کی لو دبا دیتے۔'' شرح فتح الباری، بحواله مسلم حديث 212.

❶ سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ الی المتحدثین والنیام، ح: 694- السنن الکبریٰ للبیهقي: 279/2- المستدرك للحاكم: 270/4- علامہ البانی نے حدیث کے تمام طرق جمع کر کے حسن کا حکم لگایا ہے۔ ملاحظہ ہو: ارواء الغلیل 93/2، ح: 374.

❷ صحیح البخاری، کتاب سترة المصلی، باب الصلاة خلف النائم، ح: 490- صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب الاعتراض بين يدى المصلى، ح: 512.

"نبی ﷺ نماز پڑھتے ہوتے اور میں آپ ﷺ کے سامنے ان کے بستر پر آڑی ہو کر سوئی ہوتی تھی۔"

جبکہ امام مجاہد، طاؤس اور مالک رحمہم اللہ اس عمل کو ناپسند کرتے ہیں، مبادا سوتے آدمی کی کیفیت کوئی ایسی ہو جو نمازی کے لیے ناپسندیدگی یا مشغولیت کا باعث بن جائے۔ الغرض جب سوتے آدمی سے اس قسم کا کوئی خدشہ نہ ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھ لینے میں کوئی مضائقہ بھی نہیں ہے۔

## (۲۵) کنکریاں برابر کرنا:

نماز کے دوران میں نمازی اپنے سجدے کی جگہ درست کرنے لگے، کنکریاں ہٹائے یا پھونکیں مار کر غبار اڑائے وغیرہ۔ نماز کے لیے جگہ وغیرہ کی اصلاح نماز سے پہلے ہونی چاہیے نہ کہ نماز کے دوران میں۔ آپ ﷺ نے ایک نمازی کی اصلاح فرماتے ہوئے فرمایا:

((لَا تَمْسَحِ الْحَصٰى وَأَنْتَ تُصَلِّيْ فَإِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً)) ❶

"نماز پڑھتے ہوئے کنکریوں سے مت مشغول ہو، اگر بہت ہی ضروری ہو تو بس ایک دفعہ!"

اور اس کا واحد وحید سبب نمازی کے خشوع کی محافظت ہے کہ آدمی اس دوران میں کوئی اور کام نہ کرے۔ ہاں نماز میں شروع ہونے سے پہلے ضرور کر لے۔

اور اس میں یہ بات بھی آ جاتی ہے کہ نماز میں ہی سجدے کے بعد بندہ اپنا ماتھا اور ناک صاف کرنے لگے۔ جبکہ نبی کریم ﷺ کو دیکھا گیا کہ ایک بار آپ نے بارش کی وجہ سے کیچڑ پر سجدہ کیا۔ مٹی آپ کے ماتھے اور ناک پر لگ گئی تھی مگر آپ نے اسے دور نہیں کیا۔ اگر

---

❶ صحيح البخاري، كتاب العمل في الصلاة، باب مسح الحصى في الصلاة، ح: 1149۔ صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب كراهة مسح الحصى وتسوية التراب، ح: 546.

آدمی اس طرح کے کاموں میں لگ جائے تو یقیناً اس کی توجہ نماز کی طرف سے بٹ جائے گی جو کسی طرح قابل قبول عمل نہیں ہو سکتا۔ اسی وجہ سے سلام کہنے والے کا زبان سے جواب نہیں دیا جاتا۔ آپ ﷺ نے اس کی وجہ یہ فرمائی ہے:

((اِنَّ فِی الصَّلَاۃِ لَشُغْلًا)) ❶

"نماز کی اپنی مشغولیت ہے۔"

یا یہ معنی ہو سکتا ہے کہ اس طرح سے نماز سے دوسری طرف مشغولیت ہو جاتی ہے۔ ماتھا پونچھنے کے بارے میں یہ روایت کس قدر صریح ہے:

((عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ مَا أُحِبُّ أَنَّ لِی حُمْرُ النَّعَمِ وَأَنِّی مَسَحْتُ مَکَانَ جَبِیْنِی مِنَ الْحَصٰی)) ❷

"صحابی رسول سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (نماز کے دوران میں) میں کنکریوں کی وجہ سے اپنی پیشانی صاف کروں، یہ مجھے کسی طرح گوارا نہیں خواہ اس کے بدلے مجھے سرخ اونٹ بھی ملیں۔"

جناب عیاض رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ صحابہ و تابعین نماز سے فارغ ہو جانے سے پہلے ماتھا صاف کرنا بہت ناپسند کرتے تھے۔ ❸

الغرض نمازی کو کسی بھی ایسے کام سے متنبہ رہنا چاہیے جو اس کے لیے نماز کے دوران میں لہو و مشغولیت کا باعث بنے یا یہ خود دوسروں کے لیے پریشانی کا باعث ہو۔

## (۲۶) دوسروں کے قریب اونچی آواز سے قراءۃ وغیرہ کرنا:

بعض لوگ اس بات کا خیال نہیں کرتے کہ ان کے ساتھ پہلو میں قریب ہی دوسرا

❶ صحیح البخاری، کتاب العمل فی الصلاۃ، باب ما ینھی من الکلام فی الصلاۃ، ح: 1141۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب تحریم الکلام فی الصلاۃ، ح: 538.

❷ ابن ابی شیبہ، صلاۃ التطوع، حدیث: 7821.

❸ فتح الباری: 3/96۔ شرح حدیث: 1207۔ ط: الریان القاھرۃ.

نمازی بھی اپنے اللہ کے ساتھ مناجات اور ذکر اذکار میں مشغول ہے، اور وہ نماز میں اپنی قراءت یا تسبیحات کو اس قدر بلند آواز سے پڑھتے ہیں کہ ساتھ والوں کو بڑی الجھن ہوتی ہے اور وہ پڑھ نہیں سکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات و ہدایات میں اس بات کی اس قدر وضاحت موجود ہے کہ فرمایا:

((اَلَا اِنَّ كُلَّكُمْ مُنَاجٍ رَبَّهُ ، فَلَا يُؤْذِيَنَّ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ، وَلَا يَرْفَعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ فِي الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَاةِ ، وَلَا يَجْهَرْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ بِالْقُرْآنِ)) ❶

''خبردار! تم سب ہی اپنے رب سے مناجات و سرگوشی میں ہوتے ہو۔ تو کوئی بھی دوسرے کے لیے اذیت کا باعث نہ بنے، کوئی دوسرے پر اپنی قراءت بلند آواز سے نہ کرے، یا فرمایا نماز میں، قرآن اونچا نہ پڑھے۔''

## (۲۷) اِدھر اُدھر دیکھنا:

نماز میں اپنی نظریں اِدھر اُدھر گھمانا خلافِ ادب اور حضوریٔ نماز کے منافی ہے۔

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

((لَا يَزَالُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مُقْبِلًا عَلَى الْعَبْدِ وَهُوَ فِي صَلَاتِهِ مَالَمْ يَلْتَفِتْ ، فَإِذَا الْتَفَتَ اِنْصَرَفَ عَنْهُ)) ❷

''بندہ جب نماز میں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی طرف برابر متوجہ رہتا ہے جب تک کہ بندہ اِدھر اُدھر نہ جھانکے، جب وہ جھانکنے لگتا ہے تو اللہ بھی اس

❶ سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب رفع الصوت بالقراءۃ فی صلاۃ اللیل، ح: 1183۔ علامہ البانی نے حدیث کو صحیح کہا ہے۔ احمد موسوعہ: 393/18، حدیث: 11893۔

❷ سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب الالتفات فی الصلاۃ، ح: 909۔ سنن النسائی، کتاب السہو، باب التشدید فی الالتفات فی الصلاۃ، ح: 1194۔ علامہ البانی نے حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔

سے اپنی توجہ (رحمت) پھیر لیتا ہے۔"

نماز میں اِلتفات (جھانکنے) کی دو صورتیں ہیں:

① ایک یہ کہ دل سے اللہ کے علاوہ کسی دوسری طرف متوجہ ہونا۔

② دوسرے نظریں گھمانا۔

اور دونوں ہی سے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ اس سے نماز کا اجر کم ہو جاتا ہے۔

آپ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((هُوَ اِخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ الْعَبْدِ)) ❶

"(ادھر ادھر تاک جھانک) ایک اچکنا ہے کہ اس طرح سے شیطان بندے کی نماز میں سے کچھ اچک لیتا ہے۔"

علامہ حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے "الوابل الصیب" میں اس مسئلہ کی خوب تفہیم کی ہے، فرماتے ہیں:

"جو شخص نماز میں ادھر ادھر تاکتا یا دل سے غیر متوجہ ہوتا ہے، اس کی مثال تو ایسے ہے جیسے کسی کو بادشاہ بلائے، اپنے سامنے حضوری کا موقع دے اور اس کے ساتھ کوئی بات چیت اور مکالمہ کرے، مگر یہ اس دوران میں ادھر ادھر دائیں بائیں تاکنے لگے، اور اس کا دل بادشاہ کی طرف نہ ہو، اور اسے کچھ سمجھ نہ آرہی ہو کہ بادشاہ اس سے کیا بات کر رہا ہے۔ تو آپ کا کیا خیال ہے کہ بادشاہ اس کے ساتھ کیا سلوک کرے گا؟

کیا یہی نہیں کہ کم از کم اس کو دربار سے مبغوض و ناپسندیدہ قرار دے کر نکال دے اور یہ بادشاہ کی نظروں میں انتہائی بے قدر قرار پائے گا۔ تو اسی طرح ایک نمازی جو اپنے رب کی طرف اپنے قلب و روح کے ساتھ پوری طرح متوجہ ہو اور دوسرا

---

❶ صحيح البخاری، کتاب صفة الصلاة، باب الالتفات فی الصلاة، ح: 716- سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب الالتفات فی الصلاة، ح: 910.

جو ادھر ادھر تاکتا جھانکتا ہو، برابر نہیں ہو سکتے......! حضوری والے کو یہ شعور ہونا چاہیے کہ وہ کس عظیم ذات کے دربار میں ہے، چاہیے کہ اس کا دل اس کی ہیبت وجلال سے مرعوب ہو اور گردن اس کے سامنے جھکی ہوئی ہو، اپنے رب سے حیا کرے کہ وہ اس کو چھوڑ کر کسی اور کی طرف توجہ کرے۔

سو ان دونوں آدمیوں اور ان کی نمازوں میں کتنا فرق ہوگا۔ جیسے کہ حسان بن عطیہ کا کہنا ہے کہ دو آدمی ایک ہی نماز میں ہوتے ہیں مگر ان دونوں کی فضیلت میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ وجہ صرف یہی کہ ایک اپنے دل و جان سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور دوسرا غافل و بے پروا۔"

ہاں اگر فی الواقع کوئی شرعی ضرورت ہو اور نظروں سے کچھ دیکھ لے تو جائز بھی ہے۔ جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کے اپنے عمل سے ثابت ہے کہ ایک بار آپ ﷺ نے ایک غزوے میں اپنا ایک شہسوار ایک گھاٹی کی طرف نگرانی وغیرہ کے لیے بھیجا تھا تو اس دوران میں صبح کی نماز میں آپ ﷺ گھاٹی کی طرف دیکھ رہے تھے۔ [1]

ایسے ہی ایک دفعہ آپ ﷺ نے اپنی نواسی سیدہ امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا کو اٹھا کر نماز پڑھائی تھی۔ یا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے دروازہ کھول دیا تھا۔ یا بغرض تعلیم منبر پر کھڑے ہو کر نماز پڑھائی اور پھر سجدے کے لیے اس سے نیچے اترے یا شیطان کو پکڑا اور اس کا گلا دبایا جب وہ آپ ﷺ پر حملہ آور ہونے اور نماز خراب کرنے کی نیت سے آیا تھا، وغیرہ۔

اور آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ نماز کے دوران میں سانپ بچھو کو مار دیا کرو یا نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو اشارے سے روکا جائے، لیکن اگر وہ مصر (اصرار کرنے والا) ہو تو لڑائی بھی جائز ہے۔

آپ ﷺ نے خواتین کو نماز کے دوران میں تالی بجانے کی اجازت دی ہے یا اشارہ کرنے کی بھی اجازت ملتی ہے۔ یہ اس طرح کے افعال ہیں جو شرعی ضرورت کے تحت کیے

---

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الجهاد، باب فضل الحرس فی سبیل الله، ح: 3501.

جا سکتے ہیں۔ لیکن بلا ضرورت ہوں تو فضول اور غلط کہے جائیں گے اور خشوع کے منافی ہوں گے، جن کی نماز میں اجازت نہیں۔ ❶

## (۲۸) آسمان کی طرف نظر اٹھانا:

احادیث میں آیا ہے کہ نماز کے دوران آسمان کی طرف نظر اٹھانا جائز نہیں ہے، فرمایا:

((إِذَا كَـانَ أَحَـدُكُـمْ فِي الصَّلَاةِ فَلَا يَرْفَعْ بَصَرَهُ إِلَى السَّمَاءِ أَنْ يَلْتَمِعَ بَصَرُهُ)) ❷

"جب تم میں سے کوئی نماز میں ہو تو آسمان کی طرف نظر نہ اٹھائے کہیں اس کی نظر نہ اچک لی جائے۔"

ایک روایت میں ہے:

((مَابَالُ أَقْوَامٍ يَرْفَعُوْنَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ فِيْ صَلَاتِهِمْ)) ❸

"لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ نماز کے دوران میں اپنی نظریں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں۔"

اور ایک روایت میں ہے:

((لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ رَفْعِهِمْ أَبْصَارَهُمْ عِنْدَ الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ إِلَى السَّمَاءِ أَوْلَتُخْطَفَنَّ أَبْصَارُهُمْ)) ❹

---

❶ مجموع الفتاویٰ لابن تیمیه : 559/22.

❷ مسند احمد : 294/5- سنن النسائی، کتاب السهو، باب النهی عن رفع البصر الی السماء فی الصلاة، ح : 1193- علامہ البانی نے حدیث کو صحیح کہا ہے۔ صحیح الجامع، ح : 749.

❸ صحیح البخاری، کتاب صفة الصلاة، باب رفع البصر الی السماء فی الصلاة، ح : 717- سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب النظر فی الصلاة، ح : 913.

❹ صحیح البخاری، کتاب صفة الصلاة، باب رفع البصر الی السماء فی الصلاة، ح : 717- سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب النظر فی الصلاة، ح : 913.

''لوگ نماز کے دوران میں دعا کے وقت آسمان کی طرف اپنی نظریں اٹھانے سے باز آ جائیں ورنہ ان کی نظریں اچک لی جائیں گے۔''

الغرض اس عمل سے آپ ﷺ نے بڑی سختی سے منع فرمایا ہے۔

## (۲۹) نماز میں اپنے آگے کی طرف تھوکنا:

بعض لوگ اس بات کا خیال نہیں کرتے اور مسجد میں قبلہ رخ تھوک دیتے ہیں۔ قبلہ کی طرف تھوکنا بالخصوص نماز میں، اس سے رسول اللہ ﷺ نے بڑی شدت سے منع فرمایا ہے۔ یہ چیز اللہ عزوجل کی عظمت وجلال اور حضوریٔ نماز کے خلاف ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

((إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّيْ فَلَا يَبْصُقْ قِبَلَ وَجْهِهِ فَإِنَّ اللّٰهَ قِبَلَ وَجْهِهِ إِذَا صَلّٰى)) ❶

''جب تم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو اپنے سامنے (قبلہ کی جانب) نہ تھوکے، بلاشبہ اللہ عزوجل اس کے سامنے ہوتا ہے جب وہ نماز پڑھ رہا ہوتا ہے۔''

اور فرمایا:

((إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَا يَبْصُقْ أَمَامَهُ فَإِنَّمَا يُنَاجِي اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ، وَلَا عَنْ يَمِيْنِهِ فَإِنَّ عَنْ يَمِيْنِهِ مَلَكًا وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ فَيَدْفِنُهَا)) ❷

''جب تمہارا ایک نماز کے لیے کھڑا ہو تو اپنے سامنے نہ تھوکے، بلاشبہ وہ اللہ

---

❶ بخاری، الصلاة، باب حك البزاق باليد من المسجد، حديث: 506، مسلم، المساجد، حديث: 547.

❷ صحیح البخاری، کتاب المساجد، باب دفن النخامة فی المسجد، ح: 406- صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب النهی عن البصاق فی المسجد، ح: 548- بائیں جانب یا قدم کے نیچے تھوکنا، اس صورت میں ہے جب نیچے زمین کچی ہو۔ اور اس جانب کوئی اور نمازی بھی نہ ہو۔

عزوجل سے مناجات اور سرگوشی میں ہوتا ہے جب تک کہ اپنی جائے نماز پر رہے، اور نہ ہی دائیں جانب تھوکے بلاشبہ اس کے دائیں جانب فرشتہ ہوتا ہے۔ اگر تھوکنا ہی ہو تو بائیں جانب تھوک لے یا اپنے قدم کے نیچے تھوکے، پھر اس کو دفن کر دے۔"

اور فرمایا:

((اِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِيْ صَلَاتِهٖ فَإِنَّمَا يُنَاجِيْ رَبَّهٗ ، وَاِنَّ رَبَّهٗ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ قِبْلَتِهٖ فَلَا يَبْزُقَنَّ أَحَدُكُمْ فِيْ قِبْلَتِهٖ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهٖ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ)) [1]

"بلاشبہ تمہارا کوئی ایک جب اپنی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے مناجات کر رہا ہوتا ہے۔ اس کا رب اس کے اور قبلے کے درمیان ہوتا ہے تو وہ قبلے کی جانب ہرگز نہ تھوکے، لیکن اپنی بائیں جانب یا پاؤں تلے تھوک لے۔"

## (۳۰) نماز میں جمائی لینا:

جمائی طبیعت کی کسل مندی اور سستی کی علامت ہوتی ہے۔ بندے کو نماز کی حالت میں چاق و چوبند اور ہوشیار ہونا چاہیے۔ بہر حال اگر جمائی آئے تو اسے حتی الامکان دبانے کی کوشش کرے، آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَكْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ فَإِنَّ

---

[1] صحیح البخاری، حوالہ السابقہ، ح: 397، 398۔ صحیح مسلم، حوالہ سابقہ، ح: 547، 549. راقم عرض کرتا ہے کہ ان احادیث کی روشنی میں چاہیے کہ عمومی حالات میں بھی قبلہ کی جانب تھوکنے سے پرہیز کیا جائے۔ اور ہمارے اس دور میں جب مساجد میں بالعموم قالین ہوتے ہیں (یا پختہ فرش اور چپس وغیرہ لگا ہوتا ہے) تو چاہیے کہ نمازی آدمی اپنا رومال نکال کر اس میں تھوک لے اور پھر اپنی جیب میں ڈال لے۔

الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ)) ❶

”جب تم میں سے کسی کو نماز کے دوران میں جمائی آئے تو حتی الوسع اسے روکے، بلاشبہ اس طرح سے شیطان منہ میں داخل ہو جاتا ہے۔“

اس طرح سے اگر وہ انسان کے جسم میں چلا جائے تو اسے نمازی کو پریشان کرنے سے باز نہیں آتا۔ نیز بتایا گیا ہے کہ اگر آدمی منہ سے ھاہ کا لفظ نکالے تو شیطان ہنستا بھی ہے۔

## (۳۱) نماز میں کولہے پر ہاتھ رکھنا:

دوران نماز کوکھ / کوکھوں یا کولہوں پر ہاتھ رکھنے سے منع کیا گیا۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْإِخْتِصَارِ فِي الصَّلَاةِ)) ❷

”رسول اللہ ﷺ نے نماز کے دوران کوکھوں پر (یا کولہوں پر) ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔“

جناب زیاد بن صبیح الحنفی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک بار میں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قریب کھڑے ہو کر نماز پڑھی تو میں نے اپنا ہاتھ اپنی کوکھ پر رکھ لیا تو انہوں نے میرے ہاتھ پر ہاتھ مارا، پھر نماز کے بعد فرمایا: یہ نماز میں صلیب (مصلوب) سے مشابہت ہے، رسول اللہ ﷺ اس سے منع فرمایا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں مرفوع حدیث میں صراحت ہے کہ کوکھوں پر ہاتھ رکھ کے کھڑے ہونا اہل دوزخ کے آرام کرنے کا ایک انداز ہوگا۔ ❸

---

❶ صحیح البخاری، کتاب الادب، باب وما یکره من التثاءب، ح: 5869۔ صحیح مسلم، کتاب الزهد والرقائق، باب تشمیت العاطس وکراهة التثاءب، ح: 2994، 2995.

❷ (صحیح) ابوداود: 947، صحیح البخاری: 1291، مسلم: 545.

❸ راقم مترجم عرض کرتا ہے عون المعبود شرح سنن ابی داود میں ہے کہ اس انداز میں شیطان سے مشابہت ہے یا یہود سے مشابہت ہے یا متکبرین اس طرح کھڑے ہوتے ہیں یا غم واندوہ میں بھی لوگ یہ انداز اختیار کرتے ہیں۔ الغرض وجہ کوئی بھی ہو نماز میں بالخصوص یہ عمل ممنوع ہے۔

## (۳۲) سَدَل یعنی سر یا کندھوں پر سے کپڑا لٹکانا:

نماز کے دوران میں سَدَل سے بھی روکا گیا ہے کہ آدمی سر پر یا کندھوں پر سے کپڑا اس طرح لٹکائے کہ زمین تک پہنچ جائے (خطابی)۔ مرقاۃ المفاتیح میں ہے: سَدَل مطلق طور پر منع ہے کیونکہ یہ تکبر کی علامت ہے اور نماز کے دوران میں تو اور زیادہ قبیح و شنیع ہے۔

حدیث میں ہے:

((إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ السَّدَلِ فِي الصَّلَاةِ وَأَنْ يُغَطِّيَ الرَّجُلُ فَاهُ)) ❶

''آپ ﷺ نے نماز میں سَدَل سے منع فرمایا ہے اور اس سے بھی کہ آدمی منہ پر لپیٹ لے (یعنی ڈھاٹا باندھ لے)۔''

نہایہ ابن الاثیر میں اس کی ایک اور کیفیت بھی لکھی گئی ہے کہ ''انسان اپنے اوپر کپڑے خوب لپیٹ لے اور پھر ان کے اندر ہی سے رکوع و سجود کرے۔

کہا جاتا ہے کہ یہودی ایسے کرتے تھے۔ اور یہ بھی بیان ہے کہ ''سَدَل'' اس طرح سے ہوتا ہے کہ کپڑا اپنے سر یا کندھوں پر رکھے اور اس کے کنارے اپنے آگے یا بازوؤں پر لٹکائے چھوڑے۔ تو اس طرح نماز کے دوران میں انہیں سنبھالنے سنوارنے میں ہی لگا رہے گا، جو خشوع فی الصلاۃ کے خلاف ہے، بخلاف اس کے کہ اگر کپڑا بخوبی لپیٹا ہوا اور بندھا ہوا ہو تو اس کے گرنے کا اندیشہ نہیں ہوتا اور نمازی کو مشغول نہیں کرتا اور اس کا خشوع بھی محفوظ ہو جاتا ہے۔ آج کل لوگوں کے لباس میں بالخصوص افریقیوں میں یا عرب مشائخ میں دیکھنے میں آتا ہے کہ ایسی ایسی عبائیں اور کپڑے لیتے ہیں کہ دورانِ نماز میں انہیں سنبھالنے میں لگے رہتے ہیں تو نمازی کو ان چیزوں سے متنبہ رہنا چاہیے۔

اور ڈھاٹا باندھنے سے منع کے بارے میں علماء کا کہنا ہے کہ اس طرح سے آدمی بخوبی

---

❶ سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب السدل فی الصلاۃ، ح: 643۔ علامہ البانی نے حدیث کو حسن کہا ہے۔

قراءت نہیں کرسکتا اور سجدے میں بھی نقص آتا ہے۔ ❶

## (۳۳) حیوانات سے مشابہت:

رب ذوالجلال نے ابن آدم کو بہترین شکل اور خوبصورت قد وقامت سے نوازا ہے۔ تو یہ انتہائی عیب کی بات ہے کہ آدمی حیوانات کی مشابہت اختیار کرے۔ بالخصوص نماز کے دوران میں ہمیں کئی ایک صورتوں سے روکا گیا ہے کہ ان میں حیوانات سے مشابہت ہوتی ہے اور یہ صورت خشوع کے منافی اور نمازی کے اعزاز کے خلاف ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((نَهَىٰ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ عَنْ ثَلَاثٍ: عَنْ نَقْرِ الْغُرَابِ وَافْتِرَاشِ السَّبُعِ وَأَنْ يُوَطِّنَ الرَّجُلُ الْمَقَامَ الْوَاحِدَ كَإِيْطَانِ الْبَعِيْرِ)) ❷

"رسول اللہ ﷺ نے نماز میں تین باتوں سے منع فرمایا ہے: کوّے کی طرح ٹھونگیں مارنے سے، درندے کی طرح ہاتھ پھیلانے سے اور یہ کہ آدمی (مسجد میں) اپنے لیے کوئی جگہ خاص کر لے جیسے کہ اونٹ کوئی جگہ خاص کر لیتا ہے (اور اسے بدلتا نہیں ہے)۔"

ایک روایت میں ہے:

((نَهَانِيْ عَنْ نَقْرَةٍ كَنَقْرَةِ الدِّيْكِ وَإِقْعَاءٍ كَإِقْعَاءِ الْكَلْبِ وَالْتِفَاتٍ كَالْتِفَاتِ الثَّعْلَبِ)) ❸

---

❶ مرقاۃ المفاتیح: 347/2.

❷ احمد، موسوعہ، حدیث: 15533(294/24) سنن کبریٰ بیہقی: 5934۔ سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ من لا یقیم صلبه...... ح: 862۔ سنن النسائی، کتاب التطبیق، باب النهی عن نقرۃ الغراب، ح: 1111۔ مسند احمد 428/3۔ حدیث حسن ہے۔

❸ مسند احمد: 311/2۔ مسند ابی یعلی الموصلی: 30/5، ح: 2619۔ السنن الکبریٰ: 120/2۔ علامہ البانی نے حدیث کو حسن کہا ہے۔ صحیح الترغیب، ح: 553.

(مترجم) نماز میں اقعاء دو طرح سے ہوتا ہے ایک یہ کہ آدمی دو سجدوں یا تشہد میں اپنی ایڑیوں پر بیٹھے، یہ جائز ہے مگر کتے کا رقعاء یہ ہے کہ آدمی اپنی پنڈلیاں کھڑی کرے اور ہاتھ زمین پر لٹکائے، یہ ناجائز ہے۔

"رسول اللہ ﷺ نے مجھے (حالتِ نماز میں) مرغے کی طرح ٹھونگیں مارنے سے، کتے کی طرح اقعاء کرنے سے اور لومڑی کی مانند ادھر ادھر جھانکنے سے منع فرمایا۔"

## خلاصۃ الکتاب:

ان اسباب کا جن سے ایک نمازی آدمی اپنی نماز کو باخشوع بنا سکتا ہے اور اللہ عزوجل توفیق دینے والا ہے۔

## ایک اہم سوال:

اس موضوع سے متعلق ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ جس آدمی کو نماز کے دوران میں بہت زیادہ وساوس آتے ہوں کیا اس کی نماز صحیح ہوتی ہے یا اسے دُہرانی چاہیے؟

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اگر یہ پوچھا جائے کہ بے خشوع آدمی کی نماز، نماز شمار ہوتی ہے یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ثواب کے اعتبار سے یہ کسی شمار میں نہیں آتی، صرف اسی قدر جواس نے سوچ سمجھ کر پڑھی ہو اور وہ اپنے رب کے لیے خاشع رہا ہو۔"

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

((لَيْسَ لَكَ مِنْ صَلَاتِكَ اِلَّا مَا عَقَلْتَ مِنْهَا))

"تمہاری نماز تو بس وہی ہے جو تم نے سوچ سمجھ سے پڑھی ہو۔"

اور مسند و مرفوع روایت میں ہے کہ:

((اِنَّ الْعَبْدَ لَيُصَلِّي الصَّلَاةَ وَلَمْ يُكْتَبْ لَهٗ اِلَّا نِصْفُهَا أَوْ ثُلُثُهَا أَوْ رُبُعُهَا حَتّٰى بَلَغَ عُشُرَهَا))

"بندہ نماز پڑھتا ہے مگر اس کے لیے صرف آدھی نماز لکھی جاتی ہے یا تہائی یا چوتھائی حتی کہ دسویں حصے تک کا ذکر فرمایا۔"

اور اللہ عزوجل نے بھی نمازیوں کی فلاح کو ان کی نماز میں خشوع کے ساتھ معلق فرمایا ہے۔ اس کا لازمی معنی و مفہوم یہ ہے کہ جو نماز میں خشوع نہیں کرتا وہ اہلِ فلاح میں سے بھی

نہیں ہے۔ اگر اس کا ثواب شمار ہوتا ہو تو وہ بندہ فلاح پانے والوں میں سے ہوتا۔

البتہ دنیاوی اعتبار سے یہ نماز ضرور شمار ہوتی ہے کہ بندہ نمازی سمجھا جاتا ہے اور اس کے ذمے قضائی دینا لازمی نہیں رہتا ہے یعنی وہ بندہ اپنے عہدہ سے بَری ہو گیا۔

اگر اس میں خشوع غالب ہو اور بندہ سمجھ کر پڑھے تو ایسی نماز بالا جماع نماز شمار ہوتی ہے اور پھر بعد کے اذکار و سنن اس میں رہ جانے والے نقص اور کمزوریوں کے ازالے کا باعث بنتے ہیں۔

لیکن اگر نماز ایسی ہو کہ اس میں خشوع غالب نہ رہا ہو اور آدمی نے بے سمجھی اور بے شعوری میں نماز پڑھی ہو تو ایسی نماز کے بارے میں فقہا کا اختلاف ہے کہ آیا اس کا اعادہ ہے یا نہیں......

اصحاب احمد رحمہ اللہ میں سے امام ابن حامد رحمہ اللہ اس کا اعادہ واجب کہتے ہیں اسی لیے نماز میں خشوع کے مسئلہ میں ان حضرات کا اختلاف ہے اور اس میں دو قول ہیں اور مذہب احمد میں بھی دو ہی قول ہیں۔

مگر دیگر اکثر فقہا اعادہ واجب نہیں کہتے۔ ان کا استدلال اس بات سے ہے کہ نبی ﷺ نے نماز میں بھولنے والے کو تلقین فرمائی ہے کہ وہ آخر میں دو سجدے کر لے، آپ ﷺ نے اسے نماز دُہرانے کا حکم نہیں دیا، جبکہ آپ ﷺ یہ بھی فرماتے ہیں:

((اِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْتِي أَحَدَكُمْ فِيْ صَلَاتِهِ فَيَقُوْلُ اذْكُرْ كَذَا، أُذْكُرْ كَذَا، لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ، حَتّٰى يَظَلَّ الرَّجُلُ لَا يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى)) [1]

”تم میں کا ایک جب نماز میں ہوتا ہے تو شیطان اس کے پاس آتا ہے تو اسے کہتا ہے وہ یاد کر، اور وہ یاد کر۔ وہ وہ باتیں جو اسے یاد نہیں ہوتیں حتی کہ اسے خبر ہی نہیں رہتی کہ اس نے کس قدر نماز پڑھی ہے۔“

---

[1] صحيح البخاری، الاذان: 608 (222).

مگر فقہاء کرام کا اس میں بھی اختلاف نہیں ہے کہ بندے کو نماز کا ثواب صرف اتنا ہی ملتا ہے جس قدر اسے حضوریٔ قلب حاصل رہی ہو، اور وہ اس میں خاضع رہا ہو جیسے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے:

''بندہ نماز سے پھرتا ہے تو اس کے لیے اس کی نماز میں سے صرف آدھی نماز لکھی جاتی ہے، اس کا تیسرا حصہ، چوتھا حصہ حتی کہ دسویں تک کا شمار فرمایا۔''

اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ یہی فرماتے ہیں کہ ''تمہاری نماز بس اس قدر ہے جو تم نے سوچ سمجھ کر پڑھی ہو۔'' اس نماز کو جو صحیح کہا گیا ہے تو اس اعتبار سے کہ ہمیں اس کے اعادہ کا حکم نہیں دیا گیا۔ ❶

اور صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((اِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهُ ضُرَاطٌ حَتَّى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِيْنَ ، فَاِذَا قُضِيَ التَّاذِيْنُ أَقْبَلَ ، فَاِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ ، فَاِذَا قُضِيَ التَّثْوِيْبُ أَقْبَلَ ، حَتّٰى يَخْطِرَ بَيْنَ الْمَرْأِ وَ نَفْسِهِ يَقُوْلُ اذْكُرْ كَذَا ، اُذْكُرْ كَذَا مَالَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ حَتّٰى يَظَلَّ لَا يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى فَاِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ ذٰلِكَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ)) ❷

''جب مؤذن اذان کہتا ہے تو شیطان پیٹھ دے کر گوز مارتا ہوا بھاگ جاتا ہے حتی کہ اذان نہیں سنتا، جب اذان مکمل ہو جاتی تو واپس آ جاتا ہے، پھر جب اقامت کہی جاتی ہے تو پیٹھ پھیر جاتا ہے، جب اقامت مکمل ہو جاتی ہے تو آ جاتا ہے حتی کہ بندے کے دل میں خیالات ڈالنے لگتا ہے، کہتا ہے وہ بات یاد کر، وہ بات یاد کر، جو اسے یاد نہیں ہوتیں، بالآخر بندہ ایسی حالت میں ہو جاتا ہے کہ نہیں

❶ مدارج السالکین 112/1.

❷ صحیح البخاری، الأذان، حدیث: 3285,1231,608.

جانتا کہ کتنی نماز پڑھی ہے۔تو جب تم میں سے کوئی اس کیفیت سے دوچار ہوتو چاہیے کہ دو سجدے کر لے جبکہ وہ بیٹھا ہوا ہو۔“

علماء کا کہنا ہے کہ دیکھیے نبی ﷺ نے ایسی نماز میں جب شیطان نے اسے غافل کیے رکھا حتیٰ کہ اسے اس کی مقدار و تعداد کا بھی علم نہیں رہتا۔فرمایا کہ وہ آخر میں سہو کے دو سجدے کر لے۔ اگر یہ نماز باطل ہوتی جیسے کہ آپ لوگ کہہ رہے ہیں تو آپ ﷺ اسے دہرانے کا حکم دیتے۔

نیز کہتے ہیں کہ سجدہ سہو کی حکمت بھی یہی ہے کہ شیطان جو بندے کو وسوسے میں مبتلا کیے رہا یہ سجدے اس کے لیے ناک رگڑائی اور رسوائی کا باعث بنتے ہیں اور آپ ﷺ نے ان سجدوں کو شیطان کی ناک کو خاک آلود کرنے والے (مرغمتین) قرار دیا ہے۔

اگر آپ ان ثمرات وفوائد کے حصول کے لیے اعادۂ نماز کو واجب کہتے ہیں تو یہ معاملہ اس کی اپنی ذات کا ہے، چاہے تو حاصل کر لے یا چاہے تو چھوڑ دے۔اگر آپ یہ کہنا چاہیں کہ اعادہ لازم ہے اور اس کے ترک پر اس کے لیے عقاب ہے اور پھر اس پر تارک صلاۃ کے احکام مرتب ہوں تو ایسا ہرگز نہیں ہے۔الغرض یہی دوسرا قول زیادہ راجح ہے۔ [1]

[1] مدارج السالکین 1/528-530.

# خاتمہ

نماز میں خشوع وخضوع ایک اہم اور ضروری مسئلہ اور معاملہ ہے۔ یہ اُسے ہی حاصل ہو سکتا ہے جسے اللہ خاص توفیق دے اور خشـوع فی الصلاۃ سے محرومی ایک بڑی مصیبت اور مشکل گھاٹی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ قَلْبٍ لا يَخْشَعُ)) [1]

"اے اللہ......! میں تیری پناہ چاہتا ہوں ایسے دل سے جو خاشع نہ ہو (تجھ سے ڈرتا نہ ہو)۔"

اور اہل خشوع کے کئی درجات ہیں۔ اور خشوع دل کے عمل کا نام ہے جو کسی وقت بڑھ جاتا ہے تو کسی وقت کم بھی ہو جاتا ہے۔ بعض کا خشوع آسمان کو چھونے لگتا ہے اور کوئی ایسے بھی ہوتے ہیں کہ انھیں اسے اپنی نماز کا کوئی شعور ہی نہیں رہا ہوتا۔ اور نمازی لوگ نمازوں کے معاملے میں پانچ درجات پر ہیں۔

۱: اپنی جان کے لیے ظالم، اپنے اوپر زیادتی کرنے والے۔ یہ وہ ہوتے ہیں جو نماز کے لیے وضو، اس کے اوقات، اور اس کے حدود وارکان کا پاس لحاظ نہیں رکھتے۔

۲: جو اس کے اوقات، حدود اور ارکان ظاہرہ اور وضو وغیرہ کا خوب خیال رکھتے ہیں۔ مگر نماز کے دوران میں وسوسوں کے معاملے میں اپنے نفس کے ساتھ مجاہدہ نہیں کرتے اور وساوس وخیالات کی رَو میں بہتے چلے جاتے ہیں۔

۳: جو حدود وارکان کا خیال رکھتے اور وساوس وخیالات کے دفعیہ کے لیے بھی مجاہدہ کرتے ہیں۔ یہ آدمی گویا اپنے دشمن کے ساتھ مقابلے میں الجھا رہتا ہے کہ اس کی نماز چوری نہ

---

[1] (صحیح) ترمذی، ابواب الدعوات: 3482، صحیح مسلم: 2722.

ہو جائے۔ ایسا آدمی گویا نماز اور جہاد میں ہوتا ہے۔

۴: وہ جو نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے حقوق پورے کرتا، ارکان و حدود صحیح صحیح ادا کرتا ہے۔ اور اپنے دل کو اس کے حدود و حقوق کی محافظت میں لگائے رکھتا ہے تا کہ اس میں سے کچھ ضائع نہ ہو۔ اس کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ نماز حسبِ مطالبہ کامل ہو۔ یہ آدمی اپنے آپ کو اس بات میں مستغرق رکھتا ہے کہ نماز اللہ کی بندگی وعبودیت کا ایک اہم عمل ہے۔

۵: جو اس مذکورہ کیفیت میں کھڑا ہوتا ہے ساتھ ہی اپنے دل کو اپنے اللہ کے حضور پیش کر دیتا ہے، اپنے دل سے اسے دیکھتا ہے، اس کا خیال کرتا ہے، اس کی محبت وعظمت سے اس کا دل بھرا ہوا ہوتا ہے گویا، اس کا مشاہدہ کر رہا ہے۔ اور اس کے وساوس و خیالات انتہائی کمزور ہوتے ہیں۔ اس کے اور اس کے رب کے مابین سے تمام حجابات اٹھ گئے ہوتے ہیں۔ سو یہ نمازی دیگر نمازیوں سے اس قدر بلند اور افضل واعلیٰ ہوتا ہے جیسے کہ زمین وآسمان کا فرق ہے۔ یہ بندہ اپنی نماز میں اپنے رب تعالیٰ کے ساتھ لو لگائے ہوتا ہے اور اس سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر رہا ہوتا ہے۔

پہلی قسم:...... قابلِ سزا ہے۔

دوسری قسم:...... قابلِ حساب ہے۔

تیسری قسم:...... کے لیے نماز اس کے لیے کفارہ ہے۔

چوتھی قسم:...... کے لیے اجر وثواب ہے۔

پانچویں قسم:...... کو اپنے رب کا تقرب حاصل ہوتا ہے۔

کیونکہ یہی وہ ہے کہ اس کے لیے نماز آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دی گئی ہوتی ہے۔ تو جس کی آنکھیں اس دنیا میں نماز سے ٹھنڈی ہوتی ہوں وہ آخرت میں بھی اپنے رب عزوجل کے قُرب وتقرب اور دیدار سے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک پائے گا۔ اور دنیا میں بھی اس کو ٹھنڈک نصیب ہوتی ہے۔ اور جس کی آنکھیں اللہ عزوجل سے ٹھنڈی ہوتی ہوں اس سے ہر آنکھ

ٹھنڈک پاتی ہے اور جس آنکھ کو اللہ عزوجل سے ٹھنڈک نصیب نہ ہو تو اس کا نفس دنیا کی حسرتوں میں کٹ کٹ جاتا ہے۔ ❶

آخر میں اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی نمازیں کامل خاشعین (عاجز بندوں) کی سی بنانے کی توفیق دے۔ ہماری توبہ قبول ہو، وہ بہت بڑا تواب ہے۔ اور ہر اس شخص کو خیر و برکت سے بہرہ ور فرمائے جس نے اس رسالے میں کوئی حصہ لیا اور اس کے قارئین کے لیے بھی خوب نفع آور بنائے۔ (آمین)

والحمد للّٰہ رب العلمین

الکاتب

**محمد صالح المنجد**

الخبر ص ب:2999

مترجم آثم

**ابو عمار عمر فاروق السعیدی**

جامعہ مرأۃ القرآن و الحدیث

و معھد الرحمہ

منڈی وار برٹن، ضلع ننکانہ

❶ الوابل الصیب، (ص/23) والناس فی الصلاۃ علیٰ خمسۃ مراتب.